REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
REGD.NO.P/GDP 3.

جلد ۳۲ — شمارہ ۲۳

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ وّانتم اذلّۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور
نائب:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۳۰ روپے
ششماہی ۱۵ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۸۰ روپے
فی پرچہ ۷۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.143516

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۸ ر احسان (جون)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں مورخہ ۳۰-۵-۸۳ کو ربوہ سے قادیان تشریف لانے والے مہمانوں کی زبانی ملنے والی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ "حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ اور یہ کہ حضور پُر نور اپنے جلیل القدر دینی فرائض کی بجا آوری میں انتہائی مستعدی اور جانفشانی کے ساتھ مصروفِ عمل ہیں"۔

احباب کرام اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۸ ر احسان (جون)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مورخہ یکم جون ۸۳ء کو حیدر آباد میں صوبہ آندھرا کی ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات میں شمولیت فرمانے کے بعد بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ واپس قادیان تشریف لے آئے۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف اور محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ سلمہما اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

— مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ ثم الحمد للہ۔

۲۶ شعبان ۱۴۰۳ھ — ۹ ر احسان ۱۳۶۲ ہش — ۹ ر جون ۱۹۸۳ء

نماز تزکیۂ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلّیِ قلب ہوتی ہے!

روزہ دار کو چاہیئے کہ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو!!

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱)

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہلِ لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا، میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں۔ رمضان دُعا کا مہینہ ہے شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ سے ہی ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیۂ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلّیِ قلب ہوتی ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلّیِ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے۔ مکاشفات ہوتے ہیں۔ جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔ بیشک روزہ کا اجرِ عظیم ہے۔ مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔ روزہ کے بارہ میں خدا فرماتا ہے اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے"۔

(فتاوٰی احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

(۲)

"حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بد قسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا پر اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم و غم والدین اُٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دُنیوی اُمور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے"۔

(الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

(۳)

"روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو۔ اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِّ نظر رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے۔ تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(۴)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایّام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتّل الی اللہ حاصل کرنا چاہیئے۔ بدنصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پروا نہیں کی۔ جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی روح کو قائم رکھتی ہے۔ اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔ خدا سے فیضیاب ہونا چاہو کہ تمام دروازے اس کی توفیق سے کھلتے ہیں"۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰-۲۱)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام)

منجانب:- عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان حمید سٹار ہوم مارٹ، صالح پور۔ کٹک۔ (اڑیسہ)

پرنٹر و پبلشر ... نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- صدر انجمن احمدیہ قادیان

رمضان المبارک کے دس خاص مسائل!

رقم فرمودہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

(۱) رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خدائے قدوس کی آخری شریعت کے نزول کا آغاز ہُوا۔ اور کلام الٰہی اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اس مہینہ کو روزہ کی خاص عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جس کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور مَیں ہی اس کی جزا ہوں۔ اس مہینہ میں ہر مومن عاقل بالغ مرد و زن پر روزہ واجب ہے جو بیماری یا سفر کی حالت میں نہ ہو۔ مگر ڈیوٹی کے لحاظ سے دائمی سفر پر رہنے والوں کو روزہ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا سفر ایک گونہ قیام کا رنگ رکھتا ہے۔

(۲) بیمار یا مُسافر کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ بیماری یا سفر کی حالت گزرنے کے بعد چھوٹے ہوئے روزے رکھ کر اپنے روزوں کی گنتی پوری کرے۔ تاکہ اس کی عبادت کے ایام میں فرق نہ آئے۔ اور ثواب میں کمی واقع نہ ہو۔ اس غرض کے لئے حائضہ عورت بھی بیمار کے حُکم میں ہے۔ مگر بیماری اور سفر میں روزہ ملتوی کرنے کے باوجود رمضان کی دُوسری برکات سے حتی الوسع متمتع ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۳) جو شخص بڑھاپے یا دائم المریض ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہو اور بعد میں گنتی پُوری کرنے کی اُمید نہ رکھتا ہو (بہانہ کے طور پر نہیں بلکہ حقیقتاً) اس کے لئے یہ حُکم ہے کہ روزہ کے بدل کے طور پر اپنی حیثیت کے مُطابق اپنے مہینے بھر کے اندازہ سے فدیہ ادا کرے۔ یہ فدیہ کسی مقامی غریب اور مسکین کو نقدی یا طعام ہر دو صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ اور اس غرض کے ماتحت مرکز میں بھی بھجوایا جا سکتا ہے۔ حاملہ یا دُودھ پلانے والی عورت بھی اسی حُکم کے ماتحت آتی ہے۔ یعنی وہ روزہ رکھنے کی بجائے فدیہ ادا کر سکتی ہے۔

(۴) روزہ طلوعِ فجر یعنی پَو پھُوٹنے سے لے کر غروبِ آفتاب تک رکھا جا سکتا ہے۔ اور اس میں کھانے پینے یا بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ مگر بھُول چوک کر کوئی چیز کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سحری کھانے میں دیر کرنا اور افطاری میں جلدی کرنا سُنّتِ نبوی ہے۔ تا خُدا تعالےٰ کے حُکم کے ساتھ اپنی خواہش کی آمیزش نہ ہونے پائے۔

(۵) روزہ رکھنے والے کے لئے لازم ہے کہ اپنا وقت خصوصیّت سے نیکی اور تقویٰ و طہارت اور صداقتِ قول اور صداقتِ عمل میں گزارے۔ اور ہر قسم کی بدی اور بیہودگی سے بھی اجتناب کرے۔ مگر اس نیّت سے نہیں کہ رمضان کی قید کے ایام کے بعد پھر سُستی اور بدی کی مادر پدر آزادی کی طرف لوٹ جائے گا۔ بلکہ اس نیّت سے کہ وہ اس ٹریننگ کے نتیجہ میں ہمیشہ نیک اور متّقی رہنے کی کوشش کرے گا۔ اور خشیت اللہ کو اپنا شعار بنائے گا۔

(۶) روزوں کے ایّام میں نمازوں کی پابندی اور تلاوتِ قرآن مجید اور دُعاؤں اور ذکرِ الٰہی اور درُود شریف میں شغف خاص طور پر ضروری ہے۔ اور روزوں کی راتوں میں تہجد کی نماز کی بڑی تاکید آئی ہے۔ تہجد کی نماز مومنوں کو اُن کے مخصوص انفرادی مقامِ محمود تک پہنچانے اور نفس کی خواہشات کو کچلنے اور دُعاؤں کی قبولیت کا رستہ کھولنے اور انسان کی مخفی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے میں بے حد مؤثر ہے۔ (یہ سب قرآنی اشارات ہیں) دن کے اوقات میں ضُحیٰ یعنی اِشراق کی نماز بڑے ثواب کا موجب ہے۔ تہجد کا بہترین وقت نصف شب اور فجر کی نماز کے درمیان ہے۔

(۷) رمضان کے مہینہ میں صدقہ و خیرات اور غریبوں اور مساکین اور یتامیٰ اور بیوگان کی امداد حسبِ توفیق زیادہ سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں ہمارے آقا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہاتھ غریبوں کی امداد میں ایک ایسی تیز آندھی کی طرح چلتا تھا جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ رمضان کا یہ صدقہ و خیرات، فدیۂ رمضان اور صدقۃ الفطر کے علاوہ ہے۔

(۸) جن لوگوں کو توفیق ہو اور فرصت مِل سکے اور حالات موافق ہوں، اُن کے لئے رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد کے اندر اعتکاف بیٹھنا موجبِ ثواب ہے۔ یہ ایک قسم کی وقتی اور محدود رہبانیت ہے جس کے ذریعہ انسان دُنیا سے کُلّی طور پر کٹنے کے باوجود انقطاع الی اللہ کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ اعتکاف میں دن رات مسجد میں

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

تاریخ مذہب کا ایک المناک باب

اللہ والوں سے دُنیا والوں کا سلوک

خُدا کے بندوں کو اکثر ستایا جاتا ہے
دِل اُن کا دُنیا میں ناحق دُکھایا جاتا ہے[1]

وطن سے کر دیئے جاتے ہیں بے وطن وہ کبھی
صلیب پر کبھی اُن کو چڑھایا جاتا ہے[2]

فقیہہ شہر کی تصدیق و مُہر سے اُن پر
ضلال و کُفر کا فتوےٰ لگایا جاتا ہے[3]

لگا کے تہمتِ اقدامِ قتل اُن پہ کبھی
بلاسبب اُنہیں ملزم بنایا جاتا ہے[4]

گھسیٹ کر کبھی تپتی ہوئی چٹانوں پر
اذیتوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے[5]

قبولِ صدق کی پاداش میں کبھی اُن کو
عدالتوں میں مُسلسل بُلایا جاتا ہے[6]

خُدا کے پاک و مقدّس گھروں میں بھی اُن پر
کبھی عصا کبھی خنجر چلایا جاتا ہے[7]

شہید کر دیا جاتا ہے کربلا میں کوئی[8]
کسی کو زہرِ ہلاہل پلایا جاتا ہے[9]

کسی کا کر دیا جاتا ہے کھانا پانی بند[10]
مقدمات میں کوئی پھنسایا جاتا ہے[11]

شہید ہوتا ہے ظُلم ازیوں کی زد سے کوئی
کسی کو سیف و سناں سے ڈرایا جاتا ہے

نکال کر کبھی قبروں سے ہڈیاں باہر
اُنہیں ز راہِ عداوت جلایا جاتا ہے[12]

کسی کو آتشِ نمرود آزماتی ہے[13]
کسی کے جسم پہ آرا چلایا جاتا ہے[14]

کسی کے پاؤں میں پہنا کے بیڑیاں ہر دم
طرح طرح سے دُکھایا ستایا جاتا ہے[15]

کسی کو پھینکتے ہیں چاہ میں خود اس کے عزیز
پھر اُس کو زنداں میں برسوں بھُلایا جاتا ہے[16]

کسی کا سر کیا جاتا ہے بے دریغ قلم[17]
کسی کو آگ میں زندہ جلایا جاتا ہے

کسی کے جسم پہ چلوا کے آہنی کنگھے[18]
ہر اِک کو اس کا تماشا دکھایا جاتا ہے

کسی کو گھستے ہیں کوڑے بحکمِ حاکمِ وقت[19]
کسی کے مال کو لُوٹا لُٹایا جاتا ہے[20]

کسی کو گاڑ کے زندہ زمیں میں تا بہ کمر
پھر اس پہ رحم رستم سے کرایا جاتا ہے

غرض خُدا سے ہو جن کو بھی عشق کا دعویٰ
قدم قدم پہ اُنہیں آزمایا جاتا ہے

نوازے جاتے ہیں وہ ہی جو صبر کرتے ہیں
اُنہیں کو ساغرِ کوثر پلایا جاتا ہے

ہزار بار بھی مر کر وہ زندہ رہتے ہیں
خُدا کے نُور سے اُن کو جِلایا جاتا ہے

بلند رہتا ہے نام ان کا پھر سدا صدیق
اور اُن کی فتح کا ڈنکا بجایا جاتا ہے

◎

★ محمد صدیق امرتسری۔ سابق مبلغ انگلستان و مغربی افریقہ۔

---

[1] رسولِ خُدا اور صحابہؓ
[2] منصور حلاجؒ۔
[3] حضرت امام حسینؓ حضرت ابن عربیؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت سید احمد سرہندیؒ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
[4] حضرت سیدنا بلالؓ۔
[5] حضرت امام مالکؒ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ۔ حضرت امام احمدؒ۔
[6] حضرت علیؓ۔ حضرت عمرؓ۔
[7] حضرت حسینؓ۔
[8] حضرت حسنؓ
[9] رسولِ اکرمؐ اور اصحابِ رسولؐ۔
[10] حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ۔
[11] خلفائے بنی اُمیہ میں سے بعض کی لاشیں نکال کر جلائی گئیں۔
[12] حضرت ابراہیمؑ
[13] حضرت زکریاؑ۔
[14] حضرت ابوجندلؓ
[15] حضرت یوسفؑ۔
[16] حضرت یحییٰؑ
[17] بخاری میں حدیث نبویؐ۔
[18] امام احمد بن حنبلؒ۔ حضرت امام مالکؒ
[19] مہاجر اصحابِ رسولؐ۔

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کے پس منظر میں ایک گہرا فلسفہ ہے اور آپ کے چھوٹے سے عمل میں بھی تعلیمات کا ایک سمندر ہے

آپ نے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کا جو نمونہ دکھایا وہ اپنے بیشمار پہلوؤں کے لحاظ سے ایک عدیم النظیر نمونہ ہے

ہر فرد کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ آنحضورؐ کے قائم فرمودہ عدل پر بھی قائم ہو اور آپؐ کے احسان پر بھی قائم ہو!

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۷ ر صلح ۱۳۶۲ ہش بمطابق ۷ ر جنوری ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

"گزشتہ خطبہ جمعہ میں مَیں نے اُن مہمانوں کی عظیم الشان قربانی کا ذکر کیا تھا جو بہت سردی میں باہر جلسہ گاہ میں بیٹھے رہے۔ اور اس

آزمائش پر حیرت انگیز صبر

کے ساتھ پورے اُترے۔ اس خطبہ کے بعد بیرونِ ملک سے آئی ہوئی ایک خاتون نے بڑے ہی لطیف انداز میں مجھ سے شکوہ کیا اور کہا کہ تمہاری بہنوں اور بچیوں کا کیا قصور تھا کہ اُن کا تم نے ذکر نہیں کیا۔ اور انہوں نے اس شکوہ کی وجہ یہ بیان کی کہ جماعت احمدیہ میں ایک تاریخ بن رہی ہے۔ اور اس تاریخ میں خلفاءِ وقت کے خطبات ایک بہت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ اگر وقت کی قربانیوں کا ذکر محفوظ ہو جائے تو آئندہ نسلوں کو دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ اس لئے انہوں نے مختصراً یہ کہا کہ دراصل احمدی بہنوں کو دعا سے محروم نہیں رکھنا چاہیئے اِس لئے اُن کا ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ اور یہ شکوہ بجا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جو حالات میرے علم میں آئے ہیں اُن کی رُو سے احمدی بہنوں نے مَردوں سے کم نہیں بلکہ زیادہ قربانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مثلاً ۲۸ ر دسمبر کو پہلے وقت میں جب کہ ابھی بارش ہو رہی تھی اور شدید سردی تھی اس وقت ہم نے جو جائزہ لیا تو معلوم یہ ہُوا کہ مَردوں کے جلسہ گاہ میں نسبتاً بہت کم آدمی ہیں۔ لیکن عورتوں کے جلسہ گاہ میں بہت زیادہ خواتین ہیں۔ باوجود اس کے کہ اُن میں سے بیشتر کی گودیں میں بچے بھی تھے۔ اور ہاتھوں میں سلیپر یا گرگابیاں (جو بھی وہ پہنتی تھیں وہ) اُٹھا رکھی تھیں۔ اور کیچڑ میں لت پت بڑے صبر کے ساتھ انتظار کرنے لگیں کہ جلسہ کے بارہ میں کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ اور شام کو بھی اسی طرح مستورات باوجود اس کے کہ بچے شدید سردی میں تکلیف بھی محسوس کر رہے تھے۔ لیکن بڑے صبر کے ساتھ وہ پورا وقت بیٹھی رہیں۔ اور اُن میں کوئی اُٹھ کر بھی نہیں گئی۔ پس تاریخِ احمدیت کے یہ ایسے واقعات ہیں جو واقعۃً محفوظ ہونے چاہئیں تاکہ آئندہ نسلیں اپنے

آباء و اجداد کی عظیم ہمتوں کا ذکر

کرکے اُن کے لئے دعا کرتی رہیں۔

دوسرے مَیں ربوہ کے دکانداروں کا از خود ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے خیال آیا کہ یہ حصّہ بھی ایسا ہے جو دعا کا مستحق ہے۔ اس دفعہ ایک دو مرتبہ خطبات میں یہ ذکر کیا گیا کہ جلسہ کے دَوران دکانیں کھلی رہتی ہیں۔ اور اس سے بُرا اثر پڑتا ہے۔ دکاندار خود بھی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی محروم رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح نمازوں کے اوقات میں دکانیں بند نہیں کرتے۔ اور اپنے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔

اس جلسہ پر جو جائزہ لیا گیا اُس سے معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بھاری اکثریت، غیر معمولی طور پر نمایاں اکثریت نے ان نصائح پر عمل کیا۔ اور جلسہ کے دَوران دکانیں بند رکھیں۔ اور نمازوں کے اوقات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ دکانوں کو بند کر کے مساجد میں حاضر ہوتے رہے۔

پس یہ لوگ بھی خاص طور پر ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خلافت کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ بظاہر نصیحت عمل نہیں کر رہی ہوتی۔ لیکن جب خلیفۂ وقت کی زبان سے وہی نصیحت نکلتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی اثر پیدا کر دیتا ہے۔ یہی وہ دکاندار ہیں جن کو سالہا سال سے مَیں سمجھانے کی کوشش کرتا رہا۔ اُن کے کئی اجلاس بُلائے گئے۔ کیونکہ افسر صاحب جلسہ سالانہ نے بحیثیت نائب افسر یہ میری ذمہ داری لگا رکھی تھی کہ مَیں تربیت کے اُمور کی عمومی نگرانی کروں۔ لیکن کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ مَیں بہت زور مارتا رہا۔ لیکن وہی جس طرح کہتے ہیں پنچوں کا کہنا سر آنکھوں پر۔ لیکن پرنالہ وہیں رہے گا۔ تو سر آنکھوں پر بات کر کے جب یہ واپس جاتے تھے تو اِلّا ماشاء اللہ اسی طرح دکانیں کھول دیتے تھے۔ اب بھی وہی مَیں ہوں۔ بحیثیت ذات کے تو وہی ہوں۔ لیکن چونکہ یہ آواز خلافت کی طرف سے بلند ہوئی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس میں غیر معمولی اثر رکھ دیا۔ لیکن ضمناً ایک بات کی طرف مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اُس نے خلافت کی آواز میں بڑا اثر رکھا ہے اور جماعت میں

غیر معمولی اطاعت کی رُوح

رکھی ہے لیکن جو اصل مومنوں کی جماعت ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھنا چاہتے ہیں اُس جماعت میں نصیحت اہمیت رکھتی ہے۔ نصیحت کرنے والے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یعنی امرِ واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک نصیحت سُننے کا تعلق ہے اُس کو یہ نصیحت فرمائی گئی ہے کہ تم یہ نہ دیکھو کہ کس نے تمہیں کیا بات کہی ہے۔ بلکہ تم یہ دیکھو کہ وہ بات ہے کیا جو کہی جا رہی ہے۔ اگر اچھی بات ہے تو خواہ کسی گندے شخص سے بھی ملے وہ بہرحال تمہاری چیز ہے۔ اور تمہاری دولت ہے

کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ

اس کو اس طرح قبول کرو گویا تمہاری اپنی چیز کھوئی گئی تھی، اس کو اُٹھاؤ۔ صاف سُتھرا کرو۔ اگر اس بات میں کوئی خم ہے، کوئی کجی ہے، کوئی طعن شامل ہو گیا ہے تو، یہ تو باتوں کے گند ہوتے ہیں۔ تمہاری چیزیں بھی بعض دفعہ گند کے ڈھیروں پر گر جاتی ہیں۔ تم اُن کو اُٹھاتے ہو، دھوتے ہو صاف کرتے ہو۔ تو ان حکمت کی باتوں کو بھی اسی طرح قبول کر لیا کرو۔

پس یہ ہے وہ اصل تصوّر مومنوں کی جماعت کا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قائم فرمایا اور یہ

سب سے اعلیٰ تصوّر

ہے ۔ یعنی اپنی ڈیفنس لائن (DEFENCE LINE) کو کناروں تک پہنچا دو۔ یعنی اطاعت میں انتہائی حدوں پہ قدم مارو ۔ اسی مضمون کو قرآن کریم نے بیان فرمایا۔ " رَابِطُوْا " کے ایک لفظ میں کہ اپنی

سرحدوں کی حفاظت

کرو۔ سیکنڈ ڈیفنس لائن (SECOND DEFENCE LINE) یا تھرڈ ڈیفنس لائن (THIRD DEFENCE LINE) یا سنٹرل ڈیفنس لائن پر اگر تم واپس جاری جاری آنا شروع ہو گئے تو تمہارے لئے کئی قسم کے خطرات درپیش ہوں گے۔

پس نصیحت کے معاملہ میں رَابِطُوْا کا حکم یہ ہوگا کہ ادنیٰ آدمی نصیحت کرے یا اعلیٰ آدمی نصیحت کرے، تمہارے دل میں اس کی عزت ہے یا اس کے لئے تحقیر پائی جاتی ہے ۔ تمہارے دل میں اس کے لئے خواہ نفرت ہے خواہ محبت پائی جاتی ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اگر تم منسوب ہوتے ہو تو نصیحت کی بات کو دیکھو، یہ نہ دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے ۔ جب یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر نصیحت میں جو نوافل ہیں اُن پر عمل کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے ۔ نصیحت میں کچھ فرائض ہیں جن کا عدل کے ساتھ تعلق ہے ۔ کچھ نصیحت میں نوافل ہیں ۔ پس جن لوگوں کو نصیحت کے عدل کی توفیق ملتی ہے، اللہ تعالیٰ اُن کو نوافل کی اس رنگ میں توفیق عطا فرماتا ہے کہ جب ایسے لوگوں کی طرف سے بات ملے جن کے دل میں زیادہ محبت اور زیادہ احترام پایا جاتا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھا کرتے کہ یہ بات کہنے کا حق بھی ہے یا نہیں ۔ یا ہم پر فرض بھی ہے یا نہیں ۔ منہ سے بات نکلتی ہے اور اُسے پُورا کر دیتے ہیں ۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو باہر سے آنے والے کچھ (اب بھی جس طرح دیر سے آ رہے ہیں) اُس طرح ، لوگ مسجد میں پہنچ رہے تھے ۔ کچھ لوگ مسجد نبوی میں پیچھے کھڑے تھے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جائیں ۔ چنانچہ باہر سے آتے ہوئے ایک شخص کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو وہ بیٹھ گیا اور پرندوں کی طرح پُھدک پُھدک کر مسجد کی طرف چلنے لگا ۔ ایک اور آدمی پاس سے گزر رہا تھا ۔ اُس نے جب یہ

حیرت انگیز منظر

دیکھا ، اُس کو ہنسی بھی آئی ہوگی ۔ اُس نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے ، یہ کیا حرکتیں کر رہے ہو ۔ اُس نے جواب دیا میرے کانوں میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پڑی ہے کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا ہوں ۔ اُس نے کہا آپ نے تو مسجد والوں کو فرمایا ہوگا ۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو رستوں میں چل رہے ہیں وہ بھی بیٹھ جائیں ۔ اُس نے جواب دیا میں نے یہ نہیں سُنا کہ کس کو کہا تھا ، میرے کان نے تو " بیٹھ جاؤ " کی آواز سُنی ہے اور میں بیٹھ گیا ہوں ۔

پس اگر کوئی قوم دنیا کی بنیادی مقامات پر قائم ہو جائے تو پھر اطاعت کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہونے کی اُسے توفیق ملتی ہے ۔ اس کے بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی نصیحتوں میں بھی قوموں کے لئے عظیم الشان ترقی کے راز ہیں ۔ اگر آپ کے غلام اُن کی طرف توجہ نہ کریں ۔ اور اُن پر غور کرنا چھوڑ دیں تو بہت بڑی نعمتوں سے محروم ہو جائیں گے ۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ نصیحت کے معاملہ میں اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھے کہ اصل نصیحت وہی ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے ۔ پس یہ نہ دیکھیں کہ کس نے ان کو کیا نصیحت کی ہے ۔ یہ دیکھا کریں کہ نصیحت اپنی ذات میں کیا ہے ۔ اگر اس میں کہنے والے کے نفس کا پہلو بھی شامل ہو گیا ہو تو مثلاً بعض لوگ نصیحت میں دراصل اپنے بدلے اُتار رہے ہوتے ہیں ۔ ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ کسی کو فائدہ پہنچے ۔ وہ اپنے دل کا غصہ نکالتے ہیں ۔ ایسی صورت میں بھی اتنی عظیم الشان نصیحت ہے ۔ فرمایا: ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ تم یہ سمجھنا کہ تمہاری گم شدہ چیز ہے ۔ اور گم شدہ چیزوں میں بھی بعض دفعہ میل گند لگ جاتے ہیں اور خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ انسان اپنا حق سمجھ کر اُن کو لے لیتا ہے ۔ اور ان خرابیوں کو دُور کر دیتا ہے ، اس کو اصل کی طرف لوٹا دیتا ہے ان چھوٹی سی باتوں میں اتنا گہرا فلسفہ ہے کہ

انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے

اگر آپ اس پہ عمل کریں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی حیرت انگیز اور عظیم الشان اطاعت کی توفیق ملے گی کہ جس کے تصور سے بھی دُنیا عاری ہے ۔ اس طرح جماعت احمدیہ اطاعت کے معاملہ میں جس مقام پر فائز ہوگی دُنیا اس کا وہم بھی نہیں کر سکے گی ۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ان نصیحتوں پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ہم نے یہی نظارے دیکھے ہیں ۔

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عفو، رحم اور شفقت کا جو سلوک فرمایا اور اس کے پاک نمونے قائم فرمائے اُن کا ذکر تو بہت ہی طویل ہے یعنی ایک مجلس میں تو کیا سینکڑوں مجالس میں بھی اس ذکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا ایک عظیم الشان پہلو یہ ہے کہ وہ دُور سے بھی حسین نظر آتی ہے ۔ اور قریب سے بھی حسین نظر آتی ہے ۔ اور قریب جا کر حُسن کے نئے نئے پہلو سامنے آنے لگتے ہیں ۔ جس طرح باغ کو آپ بھی ایک نظر سے دیکھتے ہیں آپ کو بڑا حسین نظر آتا ہے ۔ لیکن جب تتلیاں پھولوں کا رس چوستی ہیں تو اُن کو پھول کا ایک اور حُسن نظر آنے لگتا ہے ۔ گویا کسی چیز کو قریب سے دیکھیں تو اُس کے حُسن کی تفاصیل نظر آتی ہیں ۔ پس کامل حُسن جو ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی ہو اس کی ایک خصوصی علامت یہ بھی ہے کہ وہ دُور سے بھی اچھا دکھائی دیتا ہے اور قریب سے بھی ۔ البتہ جتنا قریب آئیں اس کا حُسن زیادہ جاذب نظر ہوتا چلا جاتا ہے ۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا اس پہلو سے بھی مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے ۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات پر بھی آپ غور کریں تو اُن کے اندر بھی آپ کی

سیرتِ طیبہ کے بہت عظیم الشان پہلو

دکھائی دیتے ہیں لیکن جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ جب سیرت کے مضمون کو ہم سُنتے ہیں تو اس طرح نہیں سُنتے جس طرح سُننے کا حق ہوتا ہے ۔ آپ ایک کھلاڑی کی کھیل کا باہر بیٹھے نظارہ کرتے ہیں ۔ مثلاً کرکٹ کی بہت اچھی کھیل ہو رہی ہے، آپ باہر بیٹھے دیکھ رہے ہیں اور بڑا لطف اُٹھا رہے ہیں ۔ کھیل کے بعد گھر کو رخصت ہوتے ہیں ۔ آپ کو بلّا بھی پکڑنا نہیں آتا ۔ کوئی آپ کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم اتنی تعریفیں کر رہے تھے ، اب بلّا تو پکڑ کے دکھاؤ ۔ آپ کہیں گے تم پاگل ہو گئے ہو۔ بلے کا مجھ سے کیا تعلق میں تو نظارہ کر رہا تھا ۔ مجھے لطف اُٹھانے کا حق ہے ۔ ہاں مجھے کھیل سے کوئی واقفیت نہیں ۔ لیکن سیرت کے مضمون میں کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا سیرت کا مضمون اور وہ بھی اس سیرتِ طیبہ کا مضمون جو اُسوۂ حسنہ بن گئی ہو اس میں یہ جواب قابلِ قبول ہی نہیں ہے ۔ یہ جواب بلکہ عقل کے خلاف ہے ۔ جب اُسوہ کو سامنے رکھ کر آپ اس کے حُسن کا مطالعہ کرتے ہیں یا حُسن کا ذکر کرتے ہیں تو لازماً اس کو اختیار کرنے کی پابندی آپ پر عائد ہو جاتی ہے ۔ حسبِ توفیق جتنا بھی اختیار کر سکیں اختیار کریں ۔ یعنی اپنی اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق لازماً اس طرف قدم آگے بڑھانے پڑیں گے ۔ اگر سیرت کے حُسن کا لطف اُٹھانے کی خاطر آپ گھروں کو لوٹ آئیں اور اتباعِ نبویؐ کی طرف ایک بھی قدم آگے نہ بڑھا ہو تو

یہ منافقت ہے

یہ سراسر جھوٹ ہے ۔ ایسے لوگوں کو نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ دُرود بھیجنے کا حق رہ جاتا ہے ۔ نہ اُن کے دُرود کے کوئی معنے ہیں کیونکہ جن کا عمل اُن کے قول کو جھٹلا رہا ہو ، جن کا فعل اُن کے نظریات کی تردید کر رہا ہو ، ان کے اعمال اور اقوال کی کوئی بھی حقیقت نہیں رہتی ۔ چنانچہ قول کا حُسن بھی حُسنِ عمل کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا (حٰمٓ السجدۃ آیت : ۳۴)

بڑا حسین قول ہے کہ اللہ کی طرف آؤ ۔ خدا کی طرف بلانے سے بہتر اور کونسا بلاوا ہو سکتا ہے ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عمل اس قول کی تائید کر رہا ہو ۔ جس کی طرف بلاتے ہو تم بھی تو نظر آؤ کہ اس کی طرف سے آتے ہو ۔ یہ تو نہیں کہ انسان بلائے تو حُسن کی طرف اور نظر یہ آ رہا ہو کہ وہ انتہائی گندگی سے نکل کر آیا ہے ۔

پس یہی وہ مضمون ہے جس کو ہم جب سیرت پر اطلاق کر کے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا مضمون بیان کرنا بھی انتہائی

ذمہ داریوں کو دعوت دیتا ہے۔ اور سُننا بھی انتہائی ذمہ داریوں کو دعوت دیتا ہے اس لیئے اس مضمون میں انسان کو حتی المقدور یہ دُعا کرتے رہنا چاہیئے اور یہ کوشش کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ جو کچھ سُننے ویسا بننے کے لیئے کچھ نہ کچھ کوشش ضرور کرے اگر معمولی پاک تبدیلی بھی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالےٰ اس کوشش کو قبول فرماتا ہے۔ اور آگے بڑھا دیتا ہے۔ اس لئے جب آپ سُنتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صِدّیق تھے تو سچ کے معیار میں کچھ اضافہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ جب آپ سُنتے ہیں کہ آپؐ امین تھے تو دیانت کے معیار کو بڑھانا ضروری ہو جاتا ہے۔ جب آپ سُنتے ہیں کہ آپؐ محسن تھے اور بخشش کرنے والے تھے تو اپنی بخشش کے معیار کو بڑھانا ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بخشش کیسے کرتے تھے، کیوں کرتے تھے، کہاں بخشش فرماتے تھے اور کہاں نہیں فرماتے تھے، اِس نقطۂ نظر سے آپؐ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو صرف نیک عمل کی توفیق نہیں ملتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کردار کے پسِ منظر میں ایک گہرا فلسفہ دِکھائی دیتا ہے۔ آپؐ کے ایک چھوٹے سے عمل میں بھی

عظیم الشان تعلیمات کا ایک سمندر

نظر آتا ہے۔ اس پہلو سے جب ہم آپؐ کی سیرتِ طیبہ پر غور کرتے ہیں اور دیگر حُسن والوں سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا موازنہ کرتے ہیں تو اُن کی کوئی بھی حیثیت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابل پر نظر نہیں آتی۔

حُسنِ یوسفؑ بہت مشہور ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا جو اصل حُسن ہے جس کا سیرت سے تعلق ہے قرآن کریم نے اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے چند الفاظ میں محفوظ کیا ہے۔ فرمایا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ آج کے دن تم پر کوئی بجز نہیں ہے۔ یہ معافی کا بڑا عظیم الشان اعلان ہے۔ اور بہت ہی خوبصورت قصہ دِکھائی دیتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طبیعت میں جو عجز اور انکسار تھا اُس میں ایک یہ بات بھی حیرت انگیز طور پر سامنے آتی ہے کہ جب فتح مکہ کے بعد آپؐ نے قوم کو معاف فرمایا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف توجہ پھیر دی۔ اور وہ الفاظ استعمال فرمائے جو حضرت یوسف علیہ السلام استعمال کر چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا جس طرح میرے بھائی یوسفؑ نے کہا تھا میں بھی وہی کہتا ہوں۔ حالانکہ اگر آپ تجزیہ کر کے دیکھیں، دیانت داری سے مقابلہ کریں تو حُسنِ یوسفؑ کو حُسنِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی نسبت ہی نہیں رہتی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا معاف کیا اور کس طرح معاف کیا، اس پر ذرا غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا تو یہ سلوک تھا کہ آپس کے مشورہ کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینک دو جو اندھا کنواں ہو۔ اور بچنے کے امکان ہوں، وہاں سے قافلے گزرتے ہوں۔ اور کسی قافلے والے کی نظر پڑ جائے اور ہمارے بھائی کو بچا کر لے جائے یہ بھی ظلم تو تھا لیکن ہرگز نہ کسی نے چپیڑ ماری نہ دُکھ دیا نہ گالیاں دیں بلکہ بڑے پیار کے ساتھ وہاں کھیلتے کھلاتے اُسے کنوئیں میں چھوڑ کر خود بھاگ آئے۔ اس ظلم کے واقعہ کے بعد کتنے ہی سال گزر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ دوبارہ اپنے بھائی کے سامنے آتے ہیں اور ایسے حال میں آتے ہیں کہ اُن کی

حالت بڑی قابلِ رحم ہے

فاقوں سے اُن کے پیٹ اُن کی کمروں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ بھوک سے تنگ آکر اُنہوں نے کتنی مشقت کا سفر اختیار کیا۔ ایسی قابلِ رحم حالت میں اتنی مدت کے بعد اگر ایسا بھائی کوئی مل جائے تو انسانی فطرت میں از خود رحم کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعد کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ آئے، پھر دوسری دفعہ آئے۔ مُلکی قانون اتنا سخت تھا کہ اپنے بھائی کو قانونِ ملک کے خلاف اپنے پاس روک بھی نہیں سکتے تھے، اُنہوں نے بدلہ کیا لینا تھا۔ بدلہ تو لیتا ہے مطلق العنان حاکم جس کے قبضۂ قدرت میں کئی چیزیں ہوں۔

قرآن کریم کا یہ احسان ہے کہ حضرت یوسفؑ کے حُسن کو اس رنگ میں پیش فرمایا ورنہ اگر آپ تجزیہ کر کے دیکھیں تو بدلہ کی تو طاقت کوئی نہیں تھی۔ معافی سے مراد یہ ہے کہ میں نے دل سے تمہارا دُکھ دُور کر دیا۔ اس سے زیادہ اس معافی کے کوئی معنی نہیں۔ لیکن جہاں تک انتقام نہ لینے کا تعلق ہے اس کا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ سے وہاں کوئی تعلق نہیں بنتا۔ کیونکہ اس ملک کے قانون میں حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ دخل نہیں تھا کہ قانون تبدیل کر کے اپنے بدلے چکانے کے لئے کسی پر کوئی زیادتی کر سکیں۔ یہ قرآن کریم کی گواہی ہے۔ اس کے مقابل پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا واقعہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ دیکھیں تو کوئی نسبت آپس میں نظر نہیں آتی۔ یہ بھی حضورِ اکرمؐ کا احسان تھا کہ حضرت یوسفؑ کا ذکر فرما دیا۔ اور ان کے الفاظ میں ذکر فرمایا۔ اور عجز کی انتہا ہے کہ اپنی طرف سے توجہ ہٹا کر حضرت یوسفؑ کی طرف پھیر دی۔ حالانکہ

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کا واقعہ

جو مکہ میں رُونما ہوا اس کی الگ الگ اور ہر پہلو سے حیرت انگیز شانیں ہیں۔ اس کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعہ تھا کیا۔ سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ عرب قوم کا اپنا طریق کیا تھا۔ کیا اُن میں معافی کے جذبے پائے جاتے تھے اور یہ کہ وہ کس قدر عفو کرنے والے لوگ تھے اور کس حد تک وہ کینوں میں مبتلا قوم تھی۔ اس قومی پسِ منظر کو بھلا کر ہم کس طرح اس واقعہ کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

عرب قوم کے معاملات کا چھوٹا سا اندازہ آپ اس طرح لگا سکتے ہیں کہ اُن کی بعض لڑائیاں سو سو سال تک چلتی رہی ہیں۔ معمولی معمولی باتوں پر بدلہ لینا ان کی سرشت میں داخل تھا۔ وہ ہرگز معافی کا نام نہیں جانتے تھے۔ بدلہ کے معاملہ میں اپنے عزیز ترین اقرباء سے بھی بدلہ لیتے تھے۔ اور اس میں ان کے تشدد کا یہ حال تھا کہ ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کا بدلہ اعلیٰ اعلیٰ چیزوں سے لیا کرتے تھے۔ اور پھر اس پر فخر کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں ایسے قصیدے لٹکائے جاتے تھے جن میں اپنے مظالم کی داستانوں پر فخر کیا جاتا تھا۔ یعنی وہ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہم بدلہ لینے والی قوم ہیں۔ وہ ہرگز معاف نہیں کر سکتے چنانچہ عرب میں ایک ایسی جنگ لڑی گئی جس میں بنو تغلب اور بنو بکر کے درمیان جنگ اس وجہ سے شروع ہوئی کہ بنی تغلب کا سردار کلیب بڑا طاقتور اور صاحبِ اثر عرب رئیس تھا۔ اس کی بیوی جلیلہ قبیلہ بنو بکر سے تھی۔ اس جلیلہ کا ایک بھائی تھا جس کا نام جساس تھا۔ جو اپنی خالہ بسوس کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ بسوس کے پاس ایک شخص سعد نامی بطورِ مہمان آکر ٹھہرا۔ سعد کی ایک اونٹنی تھی۔ جو کلیب کی چراگاہ میں جساس کی اونٹنیوں کے ساتھ مل کر چرا کرتی تھی۔

کلیب نے ایک پرندہ کو پناہ دی۔ پناہ بھی کیا دی تھی ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ کلیب ایک درخت کے نیچے سے گزر رہا تھا کہ درخت کے اوپر سے اس کو ایک پرندہ کی آواز آئی۔ کلیب نے نظر اوپر اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک پرندہ نے اس درخت پر ایک گھونسلا بنا کر اس میں انڈے دے رکھے تھے۔ کلیب نے اس پرندہ کی طرف دیکھ کر کہا "اچھا

میں تمہیں پناہ دیتا ہوں

تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑے گا"۔ دوسرے دن جب کلیب وہاں سے گزرا تو اُس نے اُوپر نظر اُٹھائی دیکھا کہ گھونسلہ ٹوٹا ہوا ہے اور انڈے درخت سے نیچے گرے پڑے ہیں۔ اور پرندہ اُوپر درد بھری آواز نکال رہا ہے۔ اُس نے اِدھر اُدھر نظر کی تو سعد کی اونٹنی چر رہی تھی۔ اُسے شک پڑا کہ شاید اس اونٹنی نے درخت کے پتے کھاتے کھاتے پرندہ کا گھونسلہ بھی توڑ دیا ہو۔ چنانچہ وہ غصہ سے مغلوب ہو کر اپنی بیوی کے بھائی جساس کے پاس گیا اور کہا، دیکھو جساس! آج میرے دل میں ایک سودا سمایا ہوا ہے کہ شاید میں کچھ کر گزروں۔ آج کے بعد تمہارے مہمان کی اونٹنی میری چراگاہ میں نہیں چرے گی۔ اور اگر یہ میری چراگاہ میں دیکھی گئی تو میں اس کے دُودھ دان میں تیر مار کر اسے دُکھوں کے ساتھ ہلاک کر دوں گا۔ یہ بھی عرب قوم۔ اب اُس کی بیوی کے بھائی کا جواب بھی سُنیں۔ وہ کہنے لگا میرے مہمان کی اُونٹنی کے دُودھ دان میں اگر تُو نے تیر مارا تو میں خود تمہارا سینہ تیر سے چھید کر رکھ دوں گا۔

یہ واقعہ گزر گیا۔ کلیب کی بیوی جلیلہ نے صلح صفائی کی بڑی کوشش کی لیکن بگاڑ پیدا ہو گیا۔ آخر ایک دن جب کلیب اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا تو اتفاقاً جساس کے مہمان کی اونٹنی کلیب کے اونٹوں میں آکر پانی پینے لگ گئی۔ اس نے تیر مارا جو سیدھا دُودھ دان پر جا لگا۔ اونٹنی بلبلاتی ہوئی واپس دوڑی اور اپنی مالکہ بسوس جو جساس کی خالہ تھی اس کے دروازے پر نڈھال ہو کر گر گئی اور دم توڑ دیا۔ بسوس نے واویلا کیا کہ اے بنو بکر! تمہارے مہمان کی اُونٹنی کو مار کر تمہیں ذلیل کر دیا گیا۔ اٹھو اور بدلہ لو۔ جساس نے غصہ میں آکر اپنے بہنوئی کلیب کو قتل کر دیا۔ چنانچہ اس پر تغلب اور بنو بکر میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی جو ۴۰ سال تک جاری رہی۔ اس میں اتنا قتل و خون ہوا، اتنی

عورتیں بیوہ ہوگئیں اور اتنے بچے یتیم ہوگئے کہ خدا کی پناہ۔ انسانیت نے اس کے نتیجہ میں وسیع پیمانے پر دُکھ اُٹھائے۔ لیکن عرب اس بات پر قائم رہا کہ ہم معاف نہیں کر سکتے۔ ہم بدلہ لیتے ہیں۔ یہ تھے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہم وطن لوگ جن میں آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور پھوٹا تھا۔ اور پھر یہ دیکھیں کہ آپؐ نے معاف، کن کو کیا ہے۔ کیسے کیسے

ظُلم کی داستانیں

بکھری پڑی تھیں۔ اسلام کے ساتھ وابستہ ہوکر آپؐ کے غلاموں کو مکّہ کی گلیوں میں گھسیٹنے والے، مسلمان عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار کر ہلاک کر دینے والے، بچوّں کو ذبح کر دینے والے۔ گھروں سے نکالنے والے، تین سال تک فاقوں کے دُکھ دینے والے۔ کوئی ایک دُکھ تھا۔ بے انتہا دُکھ تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں والا سلوک کب ہُوا تھا۔ آپؐ کے گرد تو پہرہ لگا ہُوا تھا کہ آپؐ کو زندہ بچ کر جانے ہی نہیں دیں گے۔ عرب کے سارے قبائل نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ سب آپؐ کے قتل میں شامل ہوں گے۔ ہر قبیلہ کا نیزہ آپؐ کے سینے پر پڑے گا۔

یہ وہ لوگ تھے جن کو فتح مکّہ کے موقع پر معاف کیا گیا تھا۔ اور معاف بھی اس شان سے کیا ہے کہ:- لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کے صرف ایک فقرہ پر اکتفاء نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد معافی کا جو سمندر رُکھل جاتا ہے وہ آپ کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔ اس کی داستان بڑی طویل ہے۔ ایک ایک مجرم جس کا آپ قصّہ سُنیں کہ اس نے کیا کچھ کیا تھا اور کس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے معافی کا سلوک فرمایا ہے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یہ تو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کے کیا اثرات ظاہر ہوئے۔ کہاں کہاں ظاہر ہُوئے کن کن لوگوں پر وہ ظاہر ہوئے۔ یہ ہے وہ تفصیل جو غور کے لائق ہے۔

ابوسفیان کی بیوی ھند وہ عورت تھی جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر چبا لیا تھا اور زبان سے خون چاٹا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جنگِ اُحد میں سب سے زیادہ دُکھ

حضرت حمزہؓ کی شہادت

کا تھا۔ اس قدر بے قراری سے آپؐ اس دُکھ کا اظہار فرماتے تھے کہ مَیں نے ساری تاریخ میں کسی اَور دُکھ کا اِس طرح ذکر نہیں پڑھا۔ چنانچہ فتح مکّہ کے موقعہ پر ہند نقاب اوڑھ کر بیعت کرنے والیوں میں شامل ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اس کو معاف نہیں کروں گا۔ لیکن وہ بیعت کرنے والی عورتوں میں شامل ہوگئی۔ آنحضورؐ کو اس کی آواز اور حرکتوں سے پتہ چل گیا کہ کون عورت ہے۔ لیکن آپ کو تو معاف کرنے کا بہانہ چاہیئے تھا۔ فرمایا، اچھا ٹھیک ہے تم کو بھی معاف کرتا ہوں۔ وہ ایک دفعہ بولی، دو دفعہ بولی۔ اس وقت بھی اس نے گستاخیاں کیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب بیعت کے الفاظ دُہرائے تو کہنے لگی کہ مَردوں سے تو آپ یہ بیعت نہیں لیتے عورتوں سے کیوں یہ بیعت لے رہے ہیں۔ آنحضورؐ سمجھ گئے کہ یہ کون ہے؟ پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ عہد لیا کہ اپنے بچوّں کو قتل نہیں کریں گی۔ ہند بولی کہ ہم نے جو بچے پال پوس کر جوان کئے تھے وہ تو جنگِ بدر کے دن آپ نے قتل کر دیئے تھے۔ اس لئے آپ کا اور بچوّں کا معاملہ باہم رہا۔ ہم نے پال پوس کر جوان ہی کئے تھے نا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زخموں پر نمک پاشی ہو رہی تھی۔ ایسا شخص جو اس قدر ڈھٹائی کے ساتھ آگے سے جواب دے رہا ہے اور گستاخیاں کر رہا ہے اس پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواباً مُسکرا کر فرمایا ہند! مَیں جانتا ہُوں تم عتبہ کی بیٹی ہو۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا کہ دیکھو چوری بھی نہ کرو۔ اس پر پھر وہ بولی کہ چوری! بس مَیں تو ابوسفیان کی تھوڑی سی چوری کر لیتی ہوں۔ ابوسفیان بھی وہیں تھا۔ اس نے کہا، مَیں اس کو پچھلی ساری چوریاں معاف کر دیتا ہوں۔ یارسُول اللہ! آپ بھی معاف کر دیں۔ کہاں خاوند کے چند پیسے معاف کرنا اور کہاں ہند کو معاف کر دینا۔ جس نے آپؐ کے چچا کا جگر چبا لیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ مَیں اس کو معاف کرتا ہوں۔ یہ تھے ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور یہ تھا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کا

حسین مظاہرہ

جو حضور اکرمؐ سے رُونما ہُوا۔ پھر عکرمہ بن ابوجہل کو معاف کرنے کا واقعہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ وہ ابوجہل جو سب سے زیادہ خباثت اور دُکھ دینے میں آگے بڑھ گیا تھا۔ اُس کا بیٹا عکرمہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شروع میں معاف نہ کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ یہ وہی عکرمہ ہے جس نے جنگِ اُحد میں خالد بن ولید کے علاوہ غیر معمولی کردار ادا کیا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف پانسہ پلٹنے کا اگر کوئی سہرا کہلا سکتا ہے تو وہ اُس کے سر پر تھا۔ یہ نہایت تیز طرار اور بڑا قابل جرنیل تھا۔ یہ فتح مکّہ کے موقع پر اس خوف سے بھاگ گیا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حلقۂ اثر ہی سے نکل جاؤں گا یعنی جہاں تک حضورِ اکرمؐ کا اثر ہے وہاں سے باہر نکل جاؤں۔ چنانچہ وہ جنوب کی طرف بھاگا۔ اور پھر وہاں سے حبشہ کی طرف جانے کے لئے کشتی میں بیٹھ رہا تھا تو اتنے میں اُس کی بیوی وہاں پہنچ گئی۔ اور اُسے کہنے لگی، تمہارے دماغ کو کیا ہوگیا ہے، تم دُنیا میں سب سے بڑے محسن اور سب سے زیادہ بخشش کرنے والے سے بھاگ رہے ہو۔ اُس نے کہا کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے بھی معاف کر دیں گے۔ وہ کہنے لگی، تم چل کر دیکھو تو سہی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہوگیا کہ عکرمہ کو اُس کی بیوی لینے گئی ہے اور شاید اس کو لے کر واپس آ جائے۔ اب دیکھیں کہ آپؐ انتقام کس طرح لے رہے ہیں۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کا کیا مفہوم اس وقت ظاہر ہوتا ہے۔ صحابہؓ کو نصیحت فرمائی کہ دیکھو! عکرمہ بن ابوجہل نہ کہنا اس سے اس کو دُکھ پہنچے گا۔ مُردوں کے دُکھ تم زندوں میں کیوں منتقل کرتے ہو۔ ابوجہل مرگیا۔ وہ خُدا کے حضور حاضر ہوگیا۔ اُس کے ساتھ جو سلوک ہونا ہے وہ تو اس کے ساتھ ہوگا۔ مگر اس کی وجہ سے تم

زندوں کو کیوں دُکھ دیتے ہو

اِس لئے عکرمہ کو ہرگز عکرمہ بن ابوجہل نہیں کہنا۔ جب وہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خبر ملی تو اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور چادر بھی نہیں لی۔ چل پڑے اور فرمانے لگے مرحبا بالراکب المھاجرین۔ مرحبا بالراکب المھاجرین اُونٹنی کے سوار مہاجر کو مرحبا، مرحبا! وہ واپس آ گیا۔

یہ تھا سلوک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنے جانی دُشمنوں کے ساتھ۔ اور یہ تھا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کا منظر جس کی نظیر پیش کرنے سے دُنیا قاصر ہے۔ آپؐ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنی چادر عکرمہ کو عطا کر دی۔ اُس نے کہا، یارسُول اللہؐ! مجھے معاف کر دیں۔ مَیں نے بہت ظُلم کئے ہیں۔ مَیں نے آپؐ کو بہت دُکھ دیئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، کیسی معافی، مَیں تو تمہیں معافی سے کچھ زیادہ دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے اُس کو معاف بھی کر دیا اور فرمایا، مَیں تمہیں کہتا ہُوں مانگو جو مانگتے ہو۔ اگر میری طاقت میں ہُوا تو خُدا کی قسم مَیں تمہیں عطا کر دُوں گا۔ عکرمہ نے کہا، یارسُول اللہ! اگر آپؐ نے عطا کرنا ہے تو پھر مَیں یہ مانگتا ہُوں کہ میرے لئے بخشش کی دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ میرے سارے گناہ معاف فرما دے۔ آپؐ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِر
کراچی میں
معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے
اور بنوانے کے لئے تشریف لائیں!
الرؤف جیولرز
۱/۱۴ خورشید کلاتھ مارکیٹ، حیدری، شمالی ناظم آباد، کراچی
(فون نمبر:- ۶۱۶۰۶۹)

نے اُسی وقت دُعا کی کہ اے اللہ! مکہ کے سارے ... معاف فرما دے ۔ مَیں تیرے حضور ان کی بخشش کی التجا کرتا ہوں۔ یہ تھے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنہوں نے اپنے دشمن کو معاف کر کے ایک کامل اور بے مثال نمونہ قائم کر دیا

پس جب لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے ان واقعات پر آپ غور کریں گے تو ایک نہیں دو نہیں ایسے سینکڑوں واقعات آپ کے سامنے آئیں گے جن کے اثرات پھیلتے چلے جاتے ہیں اور عجیب شان کے ساتھ وہ اثرات نئے اثرات میں تبدیل ہو جاتے ہیں یعنی احسان ایک جگہ جا کر رُک نہیں جاتا بلکہ اس سے

نئے احسانات کے چشمے

پھوٹنے لگ جاتے ہیں۔ یہ خیال کر لینا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاف کر دیا تھا تو معاف کرنا بڑا آسان تھا اس سے بڑی بیوقوفی کوئی نہیں کیونکہ ابھی تو وہ خون تازہ تھا جو مسلمان مظلوموں کا بہایا گیا تھا۔ ابھی تو اس کا رنگ بھی تبدیل نہیں ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہندہ کو معاف فرما رہے تھے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حضور بھول گئے تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا ہوا تھا۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم کرنے والوں کو معاف فرما رہے تھے تو کیا آپ کو یاد نہیں رہا تھا کہ بلالؓ کو کس طرح گلیوں میں گھسیٹا جاتا تھا ایک ایک چیز آپؐ کے ذہن میں تھی۔ ایک ایک دُکھ تازہ تھا۔ کتنا غیر معمولی صبر آپؐ نے کیا ہو گا۔ کتنا غیر معمولی دُکھ برداشت کر کے آپؐ نے معاف کیا ہو گا۔ یہ بھی آپؐ کی سیرت طیبہ کا ایک حسین منظر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دُکھ کو ان لوگوں کے دُکھ میں تبدیل کر دیا جن کو آپؐ نے معاف کیا تھا۔ بے شک معافی تو ان کو مل گئی لیکن انہوں نے ہمیشہ پریشانی کے عالم میں زندگی بسر کی۔ اُن کے دلوں کے دُکھ تازہ رہے۔ حضور اکرمؐ نے ان کو معاف کرتے وقت جو دُکھ محسوس کیا ہو گا۔ معاف ہونے کے باوجود وہ ساری عمر اُن کے سینوں میں دُکھ بن کر کھٹکتا رہا۔ معافی کے نتیجہ میں بعض دفعہ بے حیائی پیدا ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ پشیمانی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ آیت ۴۱)

کہ معاف کرنا بہت اچھی بات ہے لیکن یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ معافی کے نتیجہ میں (معاف کئے جانے والے آدمی کے دل میں) پشیمانی پیدا ہو گی اور اس کی اصلاح ہو گی یا بے حیائی پیدا ہو گی۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ بے حیائی پیدا ہو گی تو تمہیں معافی کی اجازت نہیں ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں یہ دیکھا کہ معاف کر دینے سے اصلاح نہیں ہو گی وہاں معاف نہیں فرمایا اور جہاں یہ دیکھا کہ معافی سے اصلاح ہو گی وہاں معاف فرمایا چنانچہ ایسی

حیرت انگیز اصلاح کے نمونے

ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی جن لوگوں کو معاف کیا گیا تھا ان کے دلوں میں ایک عظیم الشان انقلاب آ گیا۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے مکہ تشریف لے گئے وہاں بڑے بڑے رؤساء آپ سے ملنے کے لئے آئے ایک بڑا ہجوم تھا جس میں بہت سے پرانے غلام بھی شامل تھے جو آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئے تھے اس موقع پر حضرت عمرؓ نے نام لے کر غلاموں کو آگے آگے بلانا شروع کیا۔ رؤساء مکہ کو دیکھ رہے تھے لیکن ان کو آگے نہیں بلاتے تھے چنانچہ ان رؤساء نے یہ دیکھ کر بڑی سخت ذلت محسوس کی یہ وہی حساس والی قوم تھی جو ایک پرندہ کے انڈوں کی چھوٹی سی بات پر شدید قتل و غارت کرتی تھی بہرحال ایک کے بعد دوسرے غلام کو حضرت عمرؓ آگے بلاتے رہے اور بڑے بڑے سردار پیچھے بیٹھے رہ گئے اس وقت ابو سفیان کے متعلق ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ بھی انہی لوگوں میں شامل تھا اس نے کہا آج سے زیادہ ذلت کا دن دیکھنا ہمیں کبھی نصیب نہیں ہوا۔ اس پر سُہیل بن عمرو جو صلح حدیبیہ کے وقت کفار کی طرف سے معاہدہ لکھنے والا اور بڑا سمجھدار آدمی تھا اس نے کہا کہ اس وقت جن لوگوں کو آگے بلایا جا رہا ہے یہ وہ ہیں کہ جب تمہیں ہدایت کی طرف بلایا جا رہا تھا تو تم محروم رہے اور لبیک نہیں کہی۔ لیکن ان غلاموں نے ہی تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز پر لبیک کہا اس لئے اس موقع پر ہمیں تو اس بات کا دکھ ہونا چاہیئے کہ اس وقت ہم اس عظیم سعادت سے محروم رہ گئے تھے اور اس کے مقابل پر بھلا یہ بھی کوئی سعادت ہے جس سے محرومی کا تم شکوہ کر رہے ہو کہ تم پیچھے رہ گئے ہو۔ ہمیں آگے نہیں ملی۔ یہ تو کوئی چیز ہی نہیں اس سعادت کے مقابل پر جس سے تم محروم رہ گئے تھے۔

اصل سعادت تو یہ تھی

کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہیں اسلام کی طرف بُلا رہے تھے تم ایمان لے آتے لیکن تم اپنی پیٹھیں پھیر کر دُوسری طرف جا رہے تھے اس جواب کو سُن کر ابو سفیان اور بعض دوسرے سرداروں نے خود ہی فیصلہ کیا کہ اب ہم پتہ تو کریں کہ اس کا حل کیا ہے۔ آخر عرب باغیرت قوم تھی اس احساس کے باوجود کہ وہ قصوروار ہیں پھر وہ چاہتے تھے کہ ان عزتوں کو حاصل کریں جو کھوئی گئی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور پھر حضرت عمرؓ کے پاس چلے گئے۔ دو آدمیوں کے متعلق پتہ چلتا ہے۔ ایک حارث بن ہشام جو ابو جہل کا سگا بھائی تھا اور دُوسرے حضرت سُہیل بن عمرو۔ یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین! ہمیں معلوم ہے کہ ہم سے یہ سلوک کیوں ہوا ہے۔ ہم اس کا شکوہ لے کر نہیں آئے۔ ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اس کے ازالہ کی کوئی صورت ہے؟ حضرت عمرؓ کے متعلق لکھا ہے کہ دُکھ کی وجہ سے ان کی آواز گلوگیر ہو گئی۔ منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا اس وقت شام میں لڑائی ہو رہی تھی۔ آپ نے اس طرف اشارہ کیا کہ ایک ہی صورت ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے گو تمہارے قصور تمہیں بخش دیئے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں جب تک تم اپنا خون نہیں بہا دو گے اس وقت تک چین نصیب نہیں ہو گا اور تم اپنی کھوئی ہوئی عزتوں کو حاصل نہیں کر سکتے۔ پس بخشش کا ایک یہ نمونہ بھی تھا یہ اثر بھی تھا یعنی بخشش ایک اور حسن میں تبدیل ہو گئی چنانچہ اس بخشش کے نتیجہ میں

قربانی کے ایسے عظیم الشان مظاہرے

دیکھنے میں آئے کہ وہ دُنیا کی تاریخ میں چاند اور سُورج کی طرح روشن دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سُہیل اور حارث دونوں نے وہ اشارہ سمجھ لیا سُہیل نے اپنا سارا خاندان اپنے ساتھ لیا سوائے ایک بیٹی کے جو پیچھے چھوڑ دی گئی اور حارث نے بھی اپنا سارا خاندان اپنے ہمراہ لیا اور شمال کی طرف جہاد میں شرکت کرنے کے لئے چلے گئے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ صرف وہ بیٹی بچی جو یہاں رہ گئی تھی اور حارث کا ایک بیٹا بچ گیا۔ باقی سارا خاندان وہاں شہید ہو گیا یا سفر کی حالت میں انہوں نے جان دے دی (اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۲)

پس یہ نیکی جو وہاں نظر آتی ہے اور حُسن و احسان کا یہ حیرت انگیز نمونہ جو وہاں دکھائی دیتا ہے یہ کہاں سے پیدا ہوا تھا۔ یہ دراصل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بخشش کا ایک چھوٹا سا پھل تھا گویا ہر نیکی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے پھوٹ رہی تھی آپؐ ہی

ہر حسن کا منبع اور سرچشمہ

تھے۔ اس لئے صرف لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہہ دینا کافی نہیں ہے یا محض سُن کر بڑا مزہ آیا حضور اکرمؐ نے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فرما دیئے پر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کن دکھوں سے گزر کر یہ لَا تَثْرِيْبَ فرمایا گیا تھا۔ آجکل تو جو جھگڑے میرے سامنے آتے ہیں مجھے بڑا دُکھ ہوتا ہے کہ بعض لوگ ادنیٰ ادنیٰ لڑائیوں کے نتیجہ میں چھوٹی چھوٹی باتیں بھی معاف نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں ہم کس طرح معاف کریں ہماری غیرت برداشت نہیں کرتی فلاں نے ہمارے باپ کو یہ کہا تھا فلاں نے چچا کو یہ کہا تھا کیا ہم میں غیرت نہیں ہے ہم کس طرح اس کو منہ لگائیں لیکن دُوسری طرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں روتے بھی ہیں اور آنحضورؐ کو دشمنوں نے جو تکلیفیں پہنچائیں ان کے ذکر پر اُن کا دل واقعۃً کڑھتا بھی ہے اور وہ غم اور دُکھ بھی محسوس کرتے ہیں لیکن یہ محسوس نہیں کرتے کہ اس اُسوہ کو ہم نے اپنی زندگیوں میں بھی تو جاری کرنا ہے لیکن عجیب احسان ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یا اللہ تعالیٰ کا آپؐ کی ذات پر کہ ایسی کامل تعلیم

عطا فرمائی کہ جو معاف نہیں کر سکتے اُن کے لئے بھی کوئی طعنہ نہیں رکھا۔ یہ بھی آپ کے پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ آپ خطبہ سُن کر جب اپنے گھروں میں واپس جائیں تو ان لوگوں کو طعنے دینا شروع کر دیں جو واقعی طور پر مظلوم ہیں اور معاف نہیں کر سکتے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اس کی بھی تمہیں اجازت نہیں۔ کسی کو طعنہ دینا بھی اس حسن کے خلاف ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشرہ میں اللہ تعالےٰ پیدا فرمانا چاہتا ہے۔ فرمایا جو مظلوم ہے اگر وہ معاف نہیں کر سکتا تو اتنا بدلہ لینے کی اس کو اجازت ہے اور اس پر کوئی حرف نہیں ہے کوئی پکڑ نہیں ہے اور

تمہیں اجازت نہیں ہے

کہ تم اس کو طعنے دو اور کہو کہ تم نے معاف کیوں نہیں کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معاف فرمایا کرتے تھے تو تم بھی ضرور معاف کرو۔ وہ کہہ سکتا ہے میں ادنیٰ مقام پر فائز ہوں۔ میں عدل سے آگے بڑھنے کی طاقت نہیں پاتا۔ لیکن وَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ جو آگے بڑھ سکتا ہے اور معاف کر سکتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے۔ غرض سوسائٹی کو حسین بنانے کے لئے قرآن کریم اور سنّتِ نبوی میں بڑی واضح تعلیم دی گئی ہے اور سوسائٹی کو ہر انسانی دُکھ سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ زبانوں کو روکا گیا۔ زبانوں کو ادب سکھایا گیا ہر ایک کو اپنا مقام بتایا گیا کہ کہاں تک تم نے رہنا ہے، کہاں آگے بڑھنا ہے کہاں رُک جانا ہے۔ حسن و احسان کے یہ سارے کرشمے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے پھوٹے تھے یہ

حُسن و احسان کا قلزم

آپ سے جاری ہوا ہے جس نے ساری دُنیا کو بھرنا ہے لیکن عملاً ابھی تک نہیں بھر سکے اس لئے کہ قربانی کرنے والے وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنی ذات میں اس حسن کو جاری کریں۔

جماعت احمدیہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہر فرد کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ عدل پر بھی قائم ہو آپ کے احسان پر بھی قائم ہو اور پھر دُعا کرے کہ خدا تعالےٰ اُسے اس عالی مقام پر بھی فائز فرما دے جس کو ایتاءِ ذی القربیٰ کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں اس کے عجیب و غریب اور حیرت انگیز مناظر ہیں لیکن اب ان کے بیان کا وقت نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک سیرت کو اپنائیں اور آپ کے خلق کو اپنی ذات میں زندہ کرکے دُنیا کے سامنے پیش کریں ؛

(منقول از الفضل ربوہ ۲۱ را پریل ۱۹۸۳ء)

ماہِ رمضان کے بارے میں ایک سوال

(آخری)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا جواب

امریکہ مشن کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والے ماہانہ رسالے "دی احمدیہ گزٹ" کی اشاعت اپریل ۱۹۸۳ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ ڈنمارک ۱۹۸۲ء کے دوران مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن میں منعقدہ مجلس سوال و جواب کے بعض سوالات کے جواب انگریزی میں شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک سوال کے جواب کا اُردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے

(ادارہ)

س: یہ سوال رمضان کے بارے میں ہے اس سال بڑا طویل رمضان کا مہینہ آیا ہے گرین لینڈ (جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہے) رمضان کے روزے کس طرح رکھے جا سکتے ہیں ؟

ج: یہ بہت اہم سوال ہے اور میں انشاء اللہ اس کا جواب دوں گا۔

یہی سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ نے بھی حضور سے کیا تھا اور میں بھی آنحضرت کا ہی بیان فرمودہ جواب ہی دہراؤں گا۔ اس لحاظ سے یہ کوئی نیا یا جدید سوال نہیں ہے۔

یہ سوال اتنا ہی پُرانا ہے جتنا پُرانا اسلام کا مذہب ہے۔ بات اس طرح ہوئی کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ جس طرح تم ایک دن چوبیس گھنٹے کا شمار کرتے ہو یا چار پہر کا جو تقریباً چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہیں حساب کرتے ہو یہ حساب ہمیشہ اسی طرح نہیں ہوگا اور مستقبل میں ایسی جگہیں بھی دریافت ہو سکتی ہیں جہاں پر ایک دن کئی ماہ کا ہوگا یہ بات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو الہاماً بتائی گئی اور یہ کہا گیا کہ ANTICHRIST کے وقت ایسے بھی دن دریافت ہوں گے جو چوبیس گھنٹے کے نہ ہوں گے بلکہ اس سے زیادہ لمبے ہوں گے اور ان کی طوالت چھ ماہ تک بھی ہو سکتی ہے۔

جب یہ عجیب و غریب انکشاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ پر کیا تو ان میں سے ایک نے آپ سے لوگوں کی طرح نماز روزہ اور دیگر باتوں کے متعلق تجسس کیا اور پوچھا اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم ان دنوں میں ہوئے تو ہم کیا کریں گے کیا ہم چھ ماہ کے ایک دن میں صرف پانچ نمازیں ادا کریں گے اور کیا یہ ہمارے لئے کافی ہوگا؟ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا نہیں! یہ اللہ کا حساب ہے کہ چوبیس گھنٹے کے دوران پانچ بار اللہ تعالےٰ کو یاد کیا جائے اور یہ ایک قدرتی تقسیم ہے جو انسان کی ضروریات سے مطابقت رکھتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک دن میں تم کم از کم تین بار کھانا کھاتے ہو۔ بعض جگہوں میں دن میں چار یا پانچ بار کھانا کھایا جاتا ہے کہیں کہیں پر دن میں دو بار بھی کھاتے ہیں۔

اگر کوئی انسان چھ ماہ کے ایک دن والی جگہ پر چلا جائے تو کیا وہ چھ ماہ کے عرصہ میں صرف تین بار کھانا کھائے گا۔ اس خیال سے کہ دن چھ ماہ کا ہے؟ قدرتی طور پر آپ یہی کہیں گے کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا اسی لئے روحانی غذا کے لئے بھی انہی اوقات کا اطلاق ہوگا۔ یہ وہ جواب تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور گھنٹے ایک دن کی طوالت کا حساب ہے اور اللہ کی عبادت وقت کے اس مخصوص حساب سے کی جاتی ہے۔ اسی لئے اگر دن لمبے ہوں تو آپ اپنی عبادت کے اوقات اس معیار سے طے کریں نہ یہ کہ چھ ماہ کے دن کے حساب سے۔ یہ وہ بنیادی راہ نمائی کرنے والا جواب ہے جس کا اطلاق آج کی دُنیا میں پیدا ہونے والی ہر قسم کی صورتِ حال پر ہوتا ہے۔ اب روزے کے بارے میں ایک اور خوبصورت نکتہ بھی ہے۔ قرآن کریم کی آیات اتنی متواتر ہیں اور ایسی باریکی اور حکمت سے الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا جواب انہی آیات میں واضح طور پر نہ دیا گیا ہو۔ قرآن کریم روزے کا عرصہ معین کرتا ہے اور اس کا تعلق آسمان پر ظاہر ہونے والے بعض نشانات سے ہے اگر اُفق سے کوئی بھی نشان موجود نہیں ہے تو اس طریق سے روزے کے وقت کا تعین کرنا خود بخود ختم ہو جائے گا۔

(باقی صفحہ ہٰذا۔ کالم نمبر ۲)

یعنی اب جن جگہوں پر دن اتنے لمبے ہیں کہ وہاں روزہ رکھنا انسانی طاقت اور برداشت سے باہر ہو جاتا ہے، ایسی جگہوں پر وہ نشانیاں جو قرآن کریم نے بتائی ہیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کہتا ہے کہ روزہ رکھنے کا وقت وہ ہوتا ہے جب رات کی سیاہی دن کی روشنی سے علیحدہ ہو جائے جب ایک سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے علیحدہ نظر آنے لگے۔ اب چونکہ ایسی جگہوں پر یہ طریق ممکن نہیں اس لئے وقت کے تعین کا یہ طریق از خود ختم ہو جائے گا ایسی جگہوں پر روزے کے تعین کے لئے اس طریق کو اختیار کرنا ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام دنوں کی طوالت کے لئے بیان فرمایا ہے جن میں یہ تمام شرائط پوری ہوتی ہیں۔ بالکل یہی وہ طریق ہے جو جماعت احمدیہ تجویز کرتی ہے۔

درخواستہائے دعا

● مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی شاہجہانپور کے بیٹے عزیز محمد زاہد قریشی عرف چندا میڈیکل میں داخلہ کے امتحان میں بیٹھ رہے ہیں عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے

● مکرم یوسف احمد الہ دین صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سکندر آباد مبلغ بیس روپے امانت بدر میں ارسال کرکے مکرم ڈاکٹر محمد صدیق صاحب کاچی گوڑہ حیدر آباد کی ذیابطیس کی تکلیف کے بکلی ازالہ اور موصوف کو اولادِ نرینہ عطا ہونے نیز اپنے بچوں عزیز داؤد احمد الہ دین و عزیزہ امۃ الحفیظ منصورہ الہ دین سلمہا کے امتحانات میں نمایاں کامیابی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دُعا کی درخواست کرتے ہیں — (ادارہ)

ایک تحقیقی مقالہ - قسط دوم (آخری)

سلطان القلم حضرت اقدس مسیح دوراں کا عظیم الشان لٹریچر

اغیار :

اس سے خوشہ چینی کی ایک حیرت انگیز مثال

"اسلام... ایسا چمکتا ہوا ہیرا ہے جس کا ہر ایک گوشہ چمک رہا ہے۔ ایک بڑے محل میں بہت سے چراغ ہوں اور کوئی چراغ کسی دریچہ سے نظر آوے اور کوئی کسی کونہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔" (پیغام صلح صفحہ ۶۲)

از محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت ربوہ

اسلامی نکاح کا فلسفہ

۵ - حضرت اقدس کی کتاب "آریہ دھرم" کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں حضور نے متعدد مقامات پر اسلامی نکاح کی حقیقی فلاسفی پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ جس سے اسلام کے ازدواجی نظام کی برتری روز روشن کی طرح نمایاں ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں "آریہ دھرم" کے تین اقتباسات ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔ ان میں اوّل الذکر دو اقتباس کتاب "احکام اسلام" کے صفحہ نمبر ۱۳۶-۱۳۷ پر اور تیسرا اقتباس صفحہ ۱۵۷-۱۵۸ پر موجود ہے۔

پہلا اقتباس

"قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے تین فائدے ہیں۔ ایک عفت اور پرہیزگاری دوسری حفظ صحت تیسری اولاد۔

اور پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے

ولیستعفف الذین
لا یجدون نکاحاً حتیٰ
یغنیہم اللہ من فضلہ
(الجزو نمبر ۱۸ سورۃ النور)

یعنی جو لوگ نکاح کی طاقت نہ رکھیں جو پرہیزگار رہنے کا اصل ذریعہ ہے تو ان کو چاہیئے کہ اور تدبیروں سے طلب عفت کریں۔ چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو نکاح کرنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے پرہیزگار رہنے کے لئے یہ تدبیر ہے کہ وہ روزے رکھا کریں اور حدیث یہ ہے

یا معشر الشباب من
استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج
فانہ اغض للبصر واحصن
للفرج ومن لم یستطع
فعلیہ بالصوم فانہ لہ
وجاء (صحیح مسلم و بخاری)

یعنی اے جوانوں کے گروہ جو کوئی تم میں سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو تو چاہیئے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور شرم کے اعضاء کو زنا وغیرہ سے بچاتا ہے ورنہ روزہ رکھو کہ وہ خصی کر دیتا ہے"۔ (آریہ دھرم صفحہ ۱۹ طبع اوّل ۱۸۹۵ء)

دوسرا اقتباس

"محصنین غیر مسافحین (الجزو نمبر ۵) یعنی چاہیئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تا تم تقویٰ اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ حیوانات کی طرح محض نطفہ نکالنا ہی تمہارا مطلب ہو"۔
(آریہ دھرم صفحہ ۱۹ طبع اوّل ۱۸۹۵ء)

تیسرا اقتباس

"مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے مہر اور تعہد نان و نفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے اور عورت کی طرف سے عفت اور پاکدامنی اور نیک چلنی اور فرمانبرداری شرائط ضروریہ میں سے ہے اور جیسا کہ دوسرے تمام معاہدے شرائط کے ٹوٹ جانے سے قابل فسخ ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرطوں کے ٹوٹنے کے بعد قابل فسخ ہو جاتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ اگر مرد کی طرف سے شرائط ٹوٹ جائیں تو عورت خود بخود نکاح توڑنے کی مجاز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود بخود نکاح کی مجاز نہیں بلکہ حاکم وقت کے ذریعہ نکاح کو توڑا سکتی ہے جیسا کہ ولی کے ذریعہ سے نکاح کو کرا سکتی ہے اور یہ کمی اختیار اس کی فطری شتاب کاری اور نقصان عقل کی وجہ سے ہے لیکن مرد جیسا کہ اپنے اختیار سے معاہدہ نکاح کو باندھ سکتا ہے ایسا ہی عورت کی طرف سے شرائط ٹوٹنے کے وقت طلاق دینے میں بھی خود مختار ہے سو یہ قانون فطرتی قانون سے ایسی مطابقت اور مناسبت رکھتا ہے گویا کہ اس کی عکسی تصویر ہے کیونکہ فطرتی قانون نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہر ایک معاہدہ شرائط قرار داده کے فوت ہونے سے قابل فسخ ہو جاتا ہے اور اگر فریق ثانی فسخ سے مانع ہو تو وہ اس فریق پر ظلم کرتا ہے جو فقدان شرائط کی وجہ سے فسخ عہد کا حق رکھتا ہے۔ جب ہم سوچیں کہ نکاح کیا چیز ہے تو بجز اس کے کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ ایک پاک معاہدہ کی شرائط کے نیچے دو انسانوں کی زندگی بسر کرنا ہے اور جو شخص شرائط شکنی کا مرتکب ہو وہ عدالت کی رو سے معاہدہ کے حقوق سے محروم رہنے کے لائق ہو جاتا ہے اور اسی محرومی کا نام دوسرے لفظوں میں طلاق ہے۔ لہٰذا طلاق ایک پوری پوری جدائی ہے جس سے مطلقہ کی حرکات سے شخص طلاق دہندہ پر کوئی بد اثر نہیں پہنچتا یا دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک عورت کسی کی منکوحہ ہو کر نکاح کے معاہدہ کو اپنی کسی بدچلنی سے توڑ دے تو وہ اس عضو کی طرح ہے جو گندا ہو گیا اور سڑ گیا یا اس دانت کی طرح ہے جس کو کیڑے نے کھا لیا اور وہ اپنے شدید درد سے ہر وقت بدن کو ستاتا اور دکھ دیتا ہے تو اب حقیقت میں وہ دانت، دانت نہیں اور نہ وہ متعفن عضو حقیقت میں عضو ہے اور سلامتی اسی میں ہے کہ اس کو اکھیڑ دیا جائے اور کاٹ دیا جائے اور پھینک دیا جائے یہ سب کارروائی قانون قدرت کے موافق ہے عورت کا مرد سے ایسا تعلق نہیں جیسے اپنے ہاتھ اور اپنے پیر کا لیکن تاہم اگر کسی کا ہاتھ یا پیر کسی آفت میں مبتلا ہو جائے کہ اطباء اور ڈاکٹروں کی رائے اسی پر اتفاق کرے کہ زندگی اس کی کاٹ دینے میں ہے تو بھلا تم میں سے کون ہے کہ ایک جان بچانے کے لئے کاٹ دینے پر راضی نہ ہو۔ پس ایسا ہی اگر تیری منکوحہ اپنی بدچلنی اور کسی بھاری پاپ سے تیرے پر وبال لائے تو وہ ایسا عضو ہے کہ جو بگڑ گیا اور سڑ گیا اور اب وہ تیرا عضو نہیں ہے اس کو جلد کاٹ دے اور گھر سے باہر پھینک دے ایسا نہ ہو کہ اس کا زہر تیرے سارے بدن میں پہنچ جائے اور تجھے ہلاک کرے پھر اگر اس کاٹے ہوئے اور زہریلے جسم کو کوئی پرند یا درند کھا لے تو تجھے اس سے کیا کام کیونکہ وہ جسم تو اسی وقت سے تیرا جسم نہیں رہا جبکہ تو نے اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔
(آریہ دھرم صفحہ ۳۲، ۳۳ طبع اوّل ۱۸۹۵ء)

قبولیت دعا کا فلسفہ

۶ - سرسید احمد خان بانی علیگڑھ کالج دعاؤں کی قبولیت اور تاثیر کے قائل نہیں تھے جیسا کہ ان کی تفسیروں اور لیکچروں اور مضامین سے ظاہر ہے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام عہد حاضر کی وہ منفرد شخصیت ہیں جنہوں نے عقل و نقل اور اپنے روحانی مشاہدات کی روشنی میں "برکات الدعا" جیسی لاجواب کتاب سپرد قلم فرمائی پوری کتاب مطالعہ کرنے کے لائق ہے بطور نمونہ اس کے دو اقتباس ملاحظہ ہوں۔

اوّل "اگرچہ دنیا کی کوئی خیر و شر مقدر سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اس کے حصول کے لئے ایسے اسباب مقرر کر رکھے ہیں جن کے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقلمند کو کلام نہیں مثلاً اگرچہ مقدر پر لحاظ کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا در حقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دعا یا ترک دعا۔ مگر کیا سید صاحب یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ بھی اثر نہیں رکھا پھر اگر سید صاحب باوجود ایمان بالتقدیر کے اس بات کے بھی قائل ہیں کہ دوائیں بھی اثر سے خالی نہیں تو پھر کیوں خدا تعالیٰ کے یکساں اور متشابہ قانون میں فتنہ اور تفریق ڈالتے

ہیں ؟ کیا سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالے اس بات پر تو قادر تھا کہ تربد اور سقمونیا اور سنا اور حب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھ دے کہ ان کی پوری خوراک کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا مثلاً سم الفار اور بیش اور دوسری ہلاہل زہروں میں وہ غضب کی تاثیر ڈال دی کہ ان کا کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہان سے رخصت کر دے لیکن اپنے برگزیدوں کی توجہ اور عقد ہمت اور تضرع کی بھری ہوئی دعاؤں کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جن میں ایک ذرہ بھی اثر ہو؟ کیا یہ ممکن ہے کہ نظام الٰہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالے نے دعاؤں میں اپنے بندوں کی بھلائی کیلئے کیا تھا وہ دعاؤں میں مرعی نہ ہو؟ نہیں نہیں! ہرگز نہیں!! بلکہ خود سید صاحب دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بے خبر ہیں اور ان کی اعلیٰ تاثیروں پر ذاتی تجربہ نہیں رکھتے اور اُن کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک پرانی اور سال خوردہ اور مسلوب القوی دوا کو استعمال کرے اور پھر اس کو بے اثر پاکر اس دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس میں کچھ بھی تاثیر نہیں۔"

(برکات الدعا صفحہ ۷-۸)

(۲) "میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے یا اُن کا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی ان کی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے۔؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو۔ تو اسباب علاج پورے طور پر میسر آ جاتے ہیں اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ اُن سے نفع اُٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دعا کا بھی ہے۔ یعنی دعا کے لئے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادہ الٰہی اس کے قبول کرنے کا ہے۔"

(برکات الدعا صفحہ ۱۱ و صفحہ ۱۲)

جناب "حکیم الامت مجدد الملت" مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے "برکات الدعا" کے مندرجہ بالا دونوں اقتباسات اگرچہ نہایت اہتمام کے ساتھ اپنی "مقبول عام" کتاب کے صفحہ ۸۲/۸۵ پر "حقیقت دعا وقضا" کے عنوان سے قلمبند فرما دیئے ہیں مگر جس جس فقرے میں سرسید کا نام تھا اس کو "کمال فطانت و ذہانت" سے دوسرے الفاظ میں بدل ڈالا ہے۔

قبور سے تعلق ارواح

۷۔ مندرجہ بالا عنوان سے "احکام اسلام" صفحہ ۲۶۴ و صفحہ ۲۶۵ تک ایک نہایت لطیف مضمون بیان ہوا ہے جو اوّل سے آخر تک براہ راست حضرت اقدس علیہ السلام کے ان ملفوظات سے ماخوذ ہے جو آج سے قریباً چوراسی سال قبل اخبار الحکم میں شائع ہوئے تھے حضور نے فرمایا:۔

"اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ ارواح کے تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ ہاں یہ دوسرا امر ہے کہ اس تعلق کی کیفیت اور کنہ کیا ہے؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت ہے البتہ یہ ہمارا فرض ہو سکتا ہے کہ ہم یہ ثابت کر دیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھ ارواح کا ہوتا ہے اور اس میں کوئی محال عقل لازم نہیں آتا۔

اور اس کے لئے ہم اللہ تعالےٰ کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں۔ درحقیقت یہ امر اس قسم کا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اشیاء کی سچائی اور حقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے اور اس کو ذرا وسیع کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھ کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگاتا ہے اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک سے اُن کا سراغ چلتا ہے اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکز قویٰ یعنی دل سے معلوم ہوتی ہیں غرض اللہ تعالےٰ نے صداقت کے معلوم کرنے کے مختلف طریقے اور ذریعے رکھے ہیں مثلاً مصری کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اس کا مزہ معلوم نہ کر سکیں گے اور نہ اس کے رنگ بتا سکیں گے ایسا ہی اگر آنکھ کے سامنے کریں گے تو وہ اس کے ذائقہ کے متعلق کچھ نہ کہہ سکے گی اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے مختلف قویٰ اور طاقتیں ہیں اب آنکھ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہ کہیں گے کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں یا آواز نکلتی ہو اور کان بند کر کے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہے۔ آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہ بڑا دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہ سے صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ روزمرہ کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے کہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا۔ سقہ پانی پلاتا ہے دھوبی کپڑے دھوتا ہے۔ باورچی کھانا پکاتا ہے۔ غرضیکہ تقسیم محنت کا سلسلہ ہم انسان کے خود ساختہ نظام میں بھی پاتے ہیں پس اس اصل کو یاد رکھو کہ مختلف قوتوں کے مختلف کام ہیں انسان بڑے قویٰ لے کر آیا ہے اور طرح طرح کی خدمتیں اس کی تکمیل کے لئے ہر ایک قوت کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی عقل خام سے چاہتا ہے حالانکہ یہ بات غلط محض ہے تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہوں گے اور خواص الاشیاء کا تجربہ بدوں تجربہ صحیحہ کے کیونکر لگ سکے گا امور قیاسیہ کا پتہ عقل دے گی۔ اسی طرح پر متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں انسان دھوکا میں مبتلا ہو کر حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے۔ میں اس اصول کی صداقت پر زیادہ کہنا ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ ذرا سے فکر سے یہ بات خوب سمجھ میں آ جاتی ہے اور روزمرہ ہم ان باتوں کی سچائی دیکھتے ہیں پس جب روح جسم سے مفارقت کرتی ہے یا تعلق پکڑتی ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہو سکتا۔ اگر اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے اسی طرح قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہ ایک صداقت تو ہے مگر اس کا پتہ دینا اس کی آنکھ کا کام نہیں یہ کشفی آنکھ کا کام ہے کہ وہ دکھلاتی ہے اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی بتلائے کہ روح کا وجود ہے بھی یا نہیں؟ ہزارہا اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں اور ہزارہا فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں اگر نری عقل کا یہ کام تھا تو پھر اختلاف کا کیا کام؟ کیونکہ جب آنکھ کا کام دیکھنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھ تو سفید چیز کو دیکھے اور بکر کی ویسی ہی آنکھ اس سفید چیز کا ذائقہ بتلائے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی چہ جائیکہ اس کی کیفیات اور تعلقات کا علم پیدا کرے۔ فلاسفر تو روح کو ایک سبز لکڑی کی طرح مانتے ہیں اور وہ روح فی الخارج اُن کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ یہ تفاصیر روح کے وجود اور اس کے تعلق وغیرہ کی چشمۂ نبوت سے ملی ہیں اور نرے عقل والے تو دعویٰ ہی نہیں کر سکتے اگر کہو کہ بعض فلاسفروں نے کچھ لکھا ہے تو یاد رکھو کہ انہوں نے سرقہ کے طور پر چشمۂ نبوت سے کچھ لے کر کہا ہے پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ روح کے متعلق علوم چشمۂ نبوت سے ملتے ہیں تو یہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اسی چشمہ سے دیکھنا چاہیئے اور کشفی آنکھ نے بتایا ہے کہ اس تودۂ خاک سے روح کا ایک تعلق ہوتا ہے اور السلام علیکم یا اہل القبور کہنے سے جواب ملتا ہے۔ پس جو آدمی ان قویٰ سے کام لے جن سے کشف قبور ہو سکتا ہے وہ ان تعلقات کو دیکھ سکتا ہے۔ ہم ایک بات مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو اب عقل محض ان پر کیا فتویٰ دے سکے گی۔ ہاں اگر ان کو چکھیں گے تو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ نمک ہے اور وہ مصری ہے لیکن اگر حس انسان ہی نہ ہو تو نمکین اور شیریں کا فیصلہ کوئی کیا کرے گا؟ پس ہمارا کام صرف دلائل

سے سمجھا دیا ہے۔ آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار کی وجہ سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب القوۃ کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اُٹھانے سے ان کا ابطال نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھ نہیں رکھتا تو وہ اس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے؟ پس اس کے انکار سے محض اس لئے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا اس کا انکار جائز نہیں ہے ایسی باتوں کا پتہ محض عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا اللہ تعالیٰ نے اس لئے انسان کو مختلف قویٰ دیئے ہیں اگر ایک ہی سب کام کر دیتا تو پھر اس قدر قویٰ کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بعض کا تعلق آنکھ سے اور بعض کا کان سے بعض زبان سے متعلق ہیں اور بعض ناک سے مختلف قسم کی حسیں انسان رکھتا ہے قبور کے ساتھ تعلق ارواح دیکھنے کے لئے کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے اگر کوئی کہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد۔ کروڑہا اولیاء و صلحاء کا سلسلہ دنیا میں گزرا ہے اور مجاہدات کرنے والے بے شمار لوگ ہو گزرے ہیں اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں گو اس کی اصلیت اور تعلقات کی وجہ عقلی طور پر ہم معلوم کر سکیں یا نہ مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غرض کشفی دلائل ان ساری باتوں کا فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ کان اگر نہ دیکھ سکیں تو ان کا کیا قصور ہے؟ وہ اور قوت کا کام ہے۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اس کے لئے ایک مقام ملتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اس کی گواہی موجود ہے یہ مسئلہ عام طور پر مسلمہ مسئلہ ہے بجز اس فرقہ کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے۔" (الحکم جلد نمبر ۳ صفحہ ۲-۳ پرچہ ۲۳ جنوری ۱۸۹۹ء)

یہاں اس امر کا تذکرہ ضروری ہے کہ حضرت اقدس کو چونکہ جناب الٰہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے کشفی آنکھیں بخشیں اور آسمانی نور سے بہرہ ور فرمایا تھا اس لئے آپ نے ارواح کے تعلق قبور کا ذکر کرتے ہوئے ببانگ دہل اعلان فرمایا کہ "ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں" مگر کتاب "احکام اسلام" کے مصنف کو ایسا کوئی دعویٰ نہیں تھا نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنی کتاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا طویل اقتباس نقل کرتے ہوئے اس کے خط کشیدہ الفاظ قلمزن فرما دیئے جو بلاشبہ حق پسندی کا ایک قابل تعریف نمونہ ہے۔ اے کاش وہ کتاب "احکام اسلام" کے اصل مآخذ کے برملا اظہار کی جرأت بھی فرما سکتے۔

خلاصہ

مندرجہ بالا تفصیلی جائزہ اور موازنہ سے متعدد حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں:۔

۱- عہد حاضر میں اسلامی تعلیمات کے حقیقی فلسفہ کی نقاب کشائی کا اصل سہرا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے سر ہے۔

۲- حضرت اقدس کے قلم مبارک سے نکلا ہوا بلند پایہ لٹریچر علمی اعتبار ہی سے نہیں ادبی حیثیت سے بھی عدیم المثال ہے یہی وجہ ہے کہ بعض بڑے قادر الکلام ادیب و خطیب یا صاحب تصانیف کثیرہ بھی آپ کے بیان فرمودہ اسرار و غوامض کو اپنے الفاظ میں ادا ہی نہیں کر سکتے۔ اور انہیں قدم قدم پر آپ ہی کے الفاظ، محاورات اور فقرات کو بے دریغ استعمال کرنا اور ان کا مسلسل سہارا لینا پڑتا ہے ممکن ہے ذہن ایسے علمی سرقہ قرار دے مگر میں تو اسے مجبوری و معذوری ہی سے تعبیر کروں گا والطریقۃ کلہا ادب

۴- قرآن مجید کی آیات کا جو بامحاورہ اور سلیس اردو ترجمہ حضرت اقدس کے قلم مبارک سے نکلا ہے وہ قرآنی مفہوم کی صحیح صحیح عکاسی کرتا ہے۔ جس پر کتاب "احکام اسلام" شاہد عادل ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم اس کے لفظ لفظ کو حرز جان بنائیں تا غیر مسلم دنیا قرآن اور اسلام کی صحیح تصویر سے واقف ہو اور اس کے حسن و احسان پر دل و جان سے فریفتہ ہو کر محسنِ انسانیت فخر دو عالم ۲۳

شاہراہِ غلبہ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی و تربیتی مساعی

سپین کے دار الحکومت میڈرڈ میں جماعت احمدیہ کا پہلا پبلک جلسہ

مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مشنری انچارج سپین تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۲۲ر اپریل ۸۳ء کو سپین کے دار الحکومت میڈرڈ کے ایک ہال میں جماعت کی طرف سے پبلک طور پر پہلا تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا جس کی تشہیر کے لئے پوسٹر بھی شائع کرائے گئے اس روز باوجود شدید بارش ہو جانے کے ستر افراد جلسہ میں حاضر ہوئے۔ میڈرڈ میں اسلام اور احمدیت کے تعارف کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ مکرم میر محمود احمد صاحب امام مسجد بشارت اپنی اہلیہ محترمہ اور بچی کے ہمراہ شامل ہوئے۔ مکرم عبد الستار خاں صاحب قرطبہ سے آئے ہسپانوی احمدی احباب کے ساتھ زیر تبلیغ ہسپانوی احباب بھی تشریف لائے صدر جلسہ محترم میر صاحب نے اسلام کا تعارف اور اس کی تعلیم پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ مکرم مولوی عبد الستار صاحب نے احمدیت کے تعارف پر تقریر کی جلسہ کے بعد سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی جس میں خاص طور پر اسلام میں عورت کے مقام پر سوالات کئے گئے۔ سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں کو مسجد بشارت کے فوٹو اور لٹریچر دیا گیا۔

ہمبرگ میں جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کا جلسہ سالانہ

مکرم عبد الباسط صاحب، طارق مبلغ جرمنی تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۲ و ۳ر اپریل ۸۳ء کو فرانکفورٹ کے ایک ہال میں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ مغربی جرمنی کے مختلف شہروں سے ۶۳۰ افراد نے جلسہ میں شرکت کی۔ مبلغین سلسلہ میں مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر سپین سے۔ انگریز مبلغ مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ سکاٹ لینڈ سے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مع فیملی سوئٹزر لینڈ سے اور مکرم عبد اللہ فراگن صاحب مع فیملی ہالینڈ سے تشریف لائے۔ اجلاسات کی صدارت کے فرائض مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین اور مکرم حیدر علی صاحب ظفر امیر جماعت ہمبرگ نے سرانجام دیئے پہلے اجلاس میں مکرم منصور احمد خاں صاحب مشنری انچارج مغربی جرمنی نے "جلسہ سالانہ کے قیام کے اغراض"۔ مکرم آرچرڈ صاحب نے "ہماری پیدائش کا مقصد" خاکسار نے "نظام جماعت کا تعارف"۔ مکرم محمد امین صاحب خالد نے "سیرۃ النبی صلعم"۔ مکرم عبد اللہ واگز ہاؤزر نے "اسلام کے ابتدائی دور کی جنگیں"۔ مکرم منور اختر صاحب نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں" اور مکرم مبارک ادمائے صاحب نے "حضرت مسیح مشرق میں" کے عنوان پر تقاریر کیں۔ دوسرے روز مکرم اعجاز طارق صاحب۔ مکرم شمس الحق صاحب۔ مکرم محمد ریاض صاحب سیفی۔ مکرم عبد الرحیم احمد صاحب۔ مکرم محمد شریف خالد صاحب اور مکرم چوہدری ناز احمد صاحب نے علی الترتیب "اہمیت نماز"۔ "حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں"۔ "ذکر حبیبؑ"۔ "اسلامی آداب" "سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ" اور "خلافت" کے عناوین پر روشنی ڈالی۔ تیسرے اجلاس میں مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش۔ مکرم حیدر علی صاحب ظفر۔ مکرم منصور احمد خاں صاحب اور مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر نے "مغربی سوسائٹی کے مضر اثرات"۔ "عیسائیت کے موجودہ عقائد اور حضرت مسیح کی حقیقی تعلیمات"۔ "حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تحریکات" اور "جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں" کے عناوین پر تقاریر کیں۔

اس سال خواتین کا بھی اجلاس مورخہ ۳ر اپریل کو ہال کی دوسری منزل کے ایک کمرہ میں علیحدہ منعقد ہوا۔ جس میں مکرمہ امۃ العلیم نصرت صاحبہ۔ ربیعہ صاحبہ۔ مبیحہ ملک صاحبہ۔ مسز جمیلہ سلیم صاحبہ مریم ناز صاحبہ اور مسز منور صاحبہ اہلیہ منور صاحب نے مستورات سے خطاب کیا۔ جلسہ کے جملہ انتظامات احباب اور بہنوں نے بڑے ذوق و شوق سے کئے۔

بقیہ صفحہ ۲۳ ... شہنشاہِ دوعالم خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جمع ہو جائے۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے آمین:

سیرالیون میں چودہ اساتذہ کا قبولِ حق

مکرم خلیل احمد صاحب مبشر قائم مقام امیر و مشنری انچارج سیرالیون رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے سیرالیون میں چودہ اساتذہ (تیرہ مرد اور ایک عورت) نے بیعت فارم پُر کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے بیعت فارم پیش ہونے پر فرمایا "الحمد للہ" سب تعریفیں ہمارے خُدا ہی کے لئے ہیں جو دلوں میں تغیّر پیدا کر رہا ہے اور ہماری معمُولی کوششوں کو بارآور فرما رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اللہ تعالےٰ ان سب بیعت کنندگان کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

انگلستان میں ایک روز میں ۶۰ مقامات پر ۱۸ ہزار تبلیغی پمفلٹوں کی تقسیم

مکرم محمد شریف صاحب اشرف ایڈیشنل سیکرٹری تبلیغ انگلستان تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۱۳/۲/۸۳ کو پورے ملک میں یوم تبلیغ منایا گیا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق مبلغین سلسلہ اور جماعتوں کے پریذیڈنٹ صاحبان نے احباب کو گروپس میں تقسیم کر کے بغرضِ تبلیغ مختلف علاقوں میں بھجوایا۔ اس اجتماعی پروگرام میں۔ لنڈن۔ ایسٹ لنڈن مڈل سیکس (جس میں ساؤتھ ہال، ہنسلو۔ گرین فورڈ۔ بریڈ فورڈ۔ برمنگھم کرائڈن اور بار انگ) وغیرہ جماعتوں نے حصہ لیا۔ کل ۴۸ گروپس بنائے گئے اور دو صد احباب نے ایک دن میں ۱۸ ہزار کے قریب پمفلٹ تقسیم کئے۔ ملک کے ۶۰ مقامات اس روز زیر تبلیغ رہے جن حلقوں میں تبلیغ کی گئی ان میں ویسٹ انڈین۔ انگریز۔ ایرانی یورپین۔ مصری۔ عرب اور انڈین دوست شامل تھے۔ لٹریچر دیئے جانے کے علاوہ زبانی گفتگو بھی ہوتی رہی۔ قاہرہ سے آئی ہوئی چار عورتوں سے اسلامی پردہ کے بارہ میں گفتگو ہوئی اور مزید معلومات کے لئے مشن کا ایڈریس دیا گیا ایک مصری نے کہا مجھے اسلام کے بارہ میں کچھ علم نہیں اُسے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے بارہ میں بتایا گیا۔ ایک انگریز عورت سے حضرت عیسیٰؑ کے صلیب کے بارہ میں گفتگو ہوئی وہ کہنے لگی میرا پہلے ہی ایمان ہے کہ وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔

ٹیونس کے دو افراد کا قبولِ احمدیّت

وکالتِ تبشیر ربوہ کی طرف سے الفضل ۵/۵/۸۳ میں شائع شدہ رپورٹ کے مطابق ٹیونس کے دو نوجوانوں نے بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ ہر دو نوجوانوں نے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں درج ذیل خطوط ارسال کئے ایک دوست لکھتے ہیں۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدکم اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مَیں ٹیونس کا باشندہ ہوں۔ خاکسار نے احمدیت کو پوری تسلّی پانے کے بعد قبول کیا ہے۔ انشاء اللہ دوسروں کو بھی احمدیت سے متعارف کراؤں گا اور احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچاؤں گا۔ اللہ تعالےٰ آپ کی تائید و نصرت فرمائے اور ہر راہ کی ہر روک کو دُور فرمائے۔"

دُوسرے دوست لکھتے ہیں۔

"خلیفۃ المسیح الرابع ایدکم اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خاکسار نے چار روز ہوئے احمدیت کو قبول کیا۔ مَیں خُدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں کہ اُس نے ایمان و یقین عطا فرمایا۔ مَیں نے اپنے ملک میں تو احمدیت کے متعلق نہ سُنا تھا انشاء اللہ اب اس پیغام کی اشاعت کروں گا۔"

اللہ تعالےٰ بھائیوں کو استقامت عطا فرمائے آمین۔

مسلم ٹیچر ٹریننگ کالج اور ہسپتال میں ایک نئے وارڈ کا افتتاح

مکرم عبد الوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا (مغربی افریقہ) مطلع فرماتے ہیں کہ غانا میں پہلے مسلم ٹیچر ٹریننگ کالج کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آگیا ہے۔ تقریبِ افتتاح میں ضلع کے اعلیٰ افسر ڈسٹرکٹ سیکرٹری نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ موصوف نے اس تاریخی موقعہ پر جماعتِ احمدیہ غانا کو مبارکباد پیش کی اور جماعتِ احمدیہ کی علمی اور طبی خدمات کو سراہا ریڈیو غانا نے بھی اس تقریب کے بارہ میں خبریں نشر کیں۔ اس کالج کے افتتاح کو اس ملک میں اسلام و احمدیت کی ایک نمایاں علمی کامیابی اور ترقی کے میدان میں ایک نیا سنگِ میل تصوّر کیا جا رہا ہے۔

موصوف یہ بھی اطلاع دیتے ہیں کہ اسکورے ہسپتال میں ایک نئے وارڈ کا افتتاح ہوگیا ہے۔ اس تقریب میں بھی جماعت کے احباب کے علاوہ محکمہ صحت کے افسران نے شرکت کی اور یہ تقریب بھی نہایت کامیابی اور خیر و خوبی سے انجام پذیر ہوئی۔

کبیرہ (مغربی بنگال) کا ایک روزہ سالانہ اجلاس

مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج کلکتہ رقمطراز ہیں کہ کبیرہ مغربی بنگال میں نئی مسجد کی تعمیر کے بعد جماعت کا پہلا ایک روزہ سالانہ جلسہ مورخہ ۱۶/۱/۸۳ منعقد ہوا۔ جس میں بنگال کی کم و بیش آٹھ جماعتوں کے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اسی طرح غیر احمدی اور ہندو دوست بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ شام سات بجے خاکسار کی زیرِ صدارت عزیز محمد عصمت اللہ صاحب کی تلاوت کلام پاک سے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا بعدہٗ خاکسار نے پرچم کشائی کی رسم ادا کی۔ مکرم عبد المنان صاحب نے نظم سُنائی اور مکرم مولوی شہید اللہ صاحب صدر جماعت کبیرہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی بعدہٗ مکرم مولوی عبد المطلب صاحب مبلغ سلسلہ نے "مسئلہ ختمِ نبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں" مکرم ناصر احمد صاحب معلم وقفِ جدید نے "آنحضرت صلعم کے اخلاقِ فاضلہ" خاکسار نے "اسلام اور ہندو دھرم" مکرم نامدار علی صاحب نے "وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام" مکرم مولوی سید محمد امان اللہ صاحب معلم وقفِ جدید نے "جماعتِ احمدیہ کے عقائد و تعلیمات" مکرم شہرہ عالم صاحب نے "جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی و تربیتی مساعی" مکرم قاضی عبد الرشید صاحب نے "صداقت حضرت مسیح موعودؑ اور نظامِ خلافت کی برکات"۔ مکرم مولوی محمد یونس صاحب معلم وقفِ جدید نے "سیرت آنحضرت صلعم" اور مکرم ماسٹر اکبر علی مُلّا صاحب نے "مخالفینِ احمدیت کی ناکامی اور اللہ تعالےٰ کی خصوصی تائیدات" کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے نے حاضرین کی طرف سے کئے گئے بعض سوالات کے جواب دیتے ہوئے دجّال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت وغیرہ عناوین پر روشنی ڈالی۔ آخر میں مہمانِ خصوصی محترم سید محمد نور عالم صاحب امیر جماعتِ احمدیہ کلکتہ نے حاضرین و منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ دورانِ تقاریر مکرم محمد عصمت اللہ صاحب، مکرم طاہر الدین صاحب ملک۔ مکرم غلام نبی صاحب زاہد اور مکرم عبد المنان صاحب نے اردو اور بنگلہ نظمیں پڑھیں۔ اجتماعی دعا کے بعد اجلاس ختم ہوا۔

رمضان المبارک کے مسائل: بقیہ صفحہ (۲)

بیٹھ کر عبادت، اور ذکرِ الٰہی اور دُعاؤں اور تلاوتِ قرآن مجید اور دینی مذاکرات میں وقت گزارنا چاہیئے اور نیند کو کم سے کم حد میں محدود رکھنا چاہیئے۔ رفع حاجت یعنی پیشاب پاخانہ کے لئے مسجد سے باہر جانے کی اجازت ہے۔ اور رستہ میں کسی مریض کی مختصر سی عیادت کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔

(۹)۔۔۔ رمضان کے آخری عشرہ میں اور خصوصاً اس کی طاق راتوں میں ایک رات ایسی آتی ہے جو خُدا تعالےٰ کی خاص الخاص برکتوں سے معمور ہوتی ہے اُسے لیلۃ القدر یعنی بزرگی والی رات کہتے ہیں۔ اس میں دُعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں اور رحمت کے فرشتے مومنوں کے قریب تر ہو جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ آخری عشرہ کی راتوں میں زیادہ دُعائیں کی جائیں اور نوافل پر زیادہ زور دیا جائے اور رات کی مُردہ تاریکی کو رُوحانی زندگی کے نور سے بدل دیا جائے لیلۃ القدر گویا خُدا کی طرف سے مومنوں کے لئے اختتامِ رمضان کا ایک مبارک ہدیہ ہے۔ (۱۰)۔۔۔ عید الفطر سے قبل غرباء کی امداد کے لئے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے اس کی مقدار ایک صاع گندم یا نصف صاع گندم کے حساب سے مقرر ہے جو گھر کے ہر مرد و عورت اور ہر لڑکے لڑکی بلکہ بے تنخواہ کام کرنے والے نوکروں کی طرف سے بھی ادا کرنی لازمی ہے۔ یہ رقم گندم کی رائج الوقت قیمت کا اندازہ ہونے پر مقامی محصلوں کو ادا کرنی چاہیئے تاکہ مناسب انتظام کے ساتھ اچھے وقت پر غرباء میں تقسیم ہو سکے وتلک عشرۃ کاملۃ۔ نوٹ :۔۔ رمضان اور عید الفطر کے بعد شوال کی دوسری تاریخ سے لے کر سات تاریخ تک چھ نفلی روزے رکھنا مسنون ہے اور موجب ثواب۔ جس طرح نماز کے بعد کی سنتیں ہوتی ہیں یہ گویا روزوں کے بعد کی سُنتیں ہیں۔

قسط چہارم

منظوری انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدیداران کی منظوری مئی ۱۹۸۳ء تا اپریل ۱۹۸۶ء تین سال کے لئے دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان عہدیداران کو بہتر رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ قادیان

کوٹار (تامل ناڈو)

صدر جماعت مکرم سلطان احمد صاحب
سیکرٹری مال " پی سید محمد صاحب
" امور عامہ " نور احمد صاحب

سونگھڑا (اڑیسہ)

صدر جماعت مکرم سید یعقوب الرحمٰن صاحب
نائب صدر " انصار اللہ معظم صاحب
سیکرٹری مال " میر عبد الرحیم صاحب
" امور عامہ " عبد الحکیم خاں صاحب
" ضیافت " فضل الدین احمد خاں صاحب
" تعلیم " سید احمد رضی صاحب
" موصیان " سید مبشر الدین صاحب
امین " میر نصرت علی صاحب
آڈیٹر " نصیر الدین احمد خاں صاحب
قاضی " سید غلام الدین صاحب
سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید مکرم مشاہد رسول صاحب
" تبلیغ و تربیت مکرم مشاہد رسول صاحب

شادنگر (آندھرا)

صدر جماعت مکرم سید جعفر حسین صاحب
سیکرٹری مال " محی الدین صاحب

بھوگاؤں (ریو۔ پی)

صدر جماعت و سیکرٹری مال۔ مکرم لال محمد صاحب

شوپیاں (کشمیر)

صدر جماعت مکرم محمد عبد اللہ صاحب ڈار
نائب صدر " ماسٹر بشیر احمد صاحب زائر
سیکرٹری امور عامہ " غلام محمد صاحب راتھر
" تبلیغ " عبد العزیز صاحب ڈار
" تعلیم و تربیت " نذیر احمد صاحب عادل
" جائیداد و ضیافت " محمد عبد اللہ صاحب ہنگر
جنرل سیکرٹری " نذیر احمد صاحب ڈار
سیکرٹری وصایا " عبد العزیز صاحب ڈار
" تحریک جدید و وقف جدید " مبارک احمد صاحب پڈر
سیکرٹری مال " عبد الغفار صاحب لون
آڈیٹر " شریف احمد صاحب لون
امام الصلوٰۃ " غلام محمد شاہ صاحب

گوٹلون (کیرالہ)

صدر جماعت و امام الصلوٰۃ و سیکرٹری تعلیم و تربیت } مکرم کے پی حبیب اللہ صاحب
سیکرٹری مال و جنرل سیکرٹری مکرم کے حسنار صاحب
سیکرٹری تبلیغ " محمد ظفر اللہ صاحب
" ضیافت " اے عبد الواحد صاحب

انا کولم (کیرالہ)

صدر جماعت مکرم کے عمر صاحب
نائب صدر و جنرل سیکرٹری " ایم اے رحیم صاحب
سیکرٹری مال " کے عبد اللہ صاحب
" تبلیغ " حیدر روسی کٹی صاحب
" تعلیم و تربیت " ٹی کے انس صاحب
" ضیافت " ٹی کے خالد صاحب
" رشتہ ناطہ " محمد کریم صاحب
" جائیداد " پی ایم محمد علی صاحب

پاڑی پورہ (کشمیر)

صدر جماعت مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک
نائب صدر و قاضی " راجہ فضل الرحمٰن خان صاحب
سیکرٹری امور عامہ و خارجہ " میر عبد الرحمٰن صاحب ثانی بی اے بی ایڈ
" مال و امام الصلوٰۃ " میر عبد الحمید صاحب ایم اے بی ایڈ
" تبلیغ و تربیت " میر منصور احمد صاحب بی اے
" مال " بشیر احمد صاحب بی اے
" ضیافت و جائیداد " راجہ عبد الرحمٰن خان صاحب
" وصایا " عبد الرحمٰن صاحب فیاض
" تحریک جدید و وقف جدید۔ محمد خلیل صاحب بٹ
آڈیٹر " عبد الرحیم صاحب عبد الحئی اے
محاسب " غلام نبی صاحب ناظر ایم اے

کوٹ پلہ (اڑیسہ)

صدر جماعت مکرم شیخ عبد الغفار صاحب
سیکرٹری مال " شیخ عبد الستار صاحب
" امور عامہ " یٰسین خاں صاحب
" تبلیغ " بخشی خاں صاحب
" تعلیم " عبد اللہ خاں صاحب
" ضیافت " پاڑی خاں صاحب

موگرال (کیرالہ)

صدر جماعت و سیکرٹری مال۔ مکرم صدیق امیر علی صاحب
نائب صدر " محمد احسن صاحب
سیکرٹری امور عامہ و خارجہ " کے عبد اللہ حاجی صاحب
" تبلیغ و تربیت " ایم پی ابراہیم صاحب

سیکرٹری تحریک جدید مکرم محمد یوسف صاحب
" وقف جدید و تحریک جدید دفتر دوم " ٹی اے عبد القادر صاحب

پیرنگاڈی (تامل ناڈو)

صدر جماعت ۔ مکرم اے پی دائی عبد القادر صاحب
نائب صدر ۔ " کے محمد حنیف صاحب
سیکرٹری مال ۔ " اے محی الدین علی احمد صاحب
" تبلیغ و تربیت " ایم پی جمال الدین صاحب
" امور عامہ و ضیافت ۔ S.S.H.A. حسن ابوبکر صاحب
" جائیداد " مفتاح الاسلام صاحب

الانلور (کیرالہ)

صدر جماعت ۔ مکرم ڈی کے نین مولوی صاحب
جنرل سیکرٹری " وی ٹی بشیر صاحب
سیکرٹری مال " سی محمد عارف مانو
" تبلیغ و تربیت و تعلیم " کے محمد صاحب

کرونا گاپلی (کیرالہ)

صدر جماعت و سیکرٹری رشتہ ناطہ } مکرم کے یو شمس الدین صاحب
نائب صدر ۔ مکرم پی اے محمد کنجو صاحب
سیکرٹری مال " بی احمد شریف صاحب
جنرل سیکرٹری " نسیم الدین صاحب
سیکرٹری تبلیغ " بشیر الدین صاحب
" تعلیم و تربیت و وقف جدید و تحریک جدید و بلڈنگ فنڈ } مکرم کے علی کنجو صاحب
سیکرٹری جائیداد مکرم کے محمد کنجو صاحب
" ضیافت " ایم ابراہیم کٹی صاحب
آڈیٹر " بی ملیار کنجو صاحب
امین و امام الصلوٰۃ۔ " محمد موتی دین کنجو صاحب

پیرپیر (کیرالہ)

صدر جماعت مکرم پی پی محمد صاحب
سیکرٹری مال " اے منیر احمد صاحب
" تبلیغ و تربیت و تعلیم " پی پی علی کٹی صاحب
" ضیافت و امام الصلوٰۃ ۔ " ایم عبد اللطیف صاحب

رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات اور فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر اُن کی زندگیوں میں رمضان المبارک آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو اس ماہِ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ اُن کے روزے اور دیگر عبادات قبول ہوں۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ کہ آپ رمضان المبارک میں تیز رفتار آندھی سے بھی بڑھ کر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل و بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو، نیز ضعفِ پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو۔ اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب، محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تاکہ ان کے روزے قبول ہوں اور جو کمی کسی پہلو سے اُن کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے صدقات اور فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کرانے کے خواہشمند ہوں، وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعت احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین۔

قادیان میں رمضان المبارک گذارنے کے بارہ میں

ضروری اعلان

بفضلہ تعالیٰ امسال رمضان المبارک کا مقدس اور بابرکت مہینہ مورخہ ۱۳ر جون ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۳ر احسان ۱۳۶۲ہش سے شروع ہو رہا ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے وہ دوست اور احباب جو ماہ رمضان المبارک مرکز قادیان میں گذارنے اور یہاں کے روحانی ماحول میں روزے رکھنے، درس القرآن و احادیث سننے نیز اعتکاف بیٹھنے کے خواہشمند ہوں انہیں چاہیئے کہ اپنی درخواستیں صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں جلد بھجوا دیں۔ اور درخواست میں یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ وہ قادیان میں قیام کے دوران اپنے طعام کے اخراجات خود برداشت کریں گے یا لنگر خانہ سے انکے کھانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔

امید ہے کہ احباب اپنی درخواستیں جلد بھجوا دیں گے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا چوتھا سالانہ اجتماع

جملہ انصار بھائیوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا چوتھا دو روزہ سالانہ اجتماع حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مورخہ ۱۲ و ۱۳ر اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز بدھ، جمعرات منعقد ہوگا۔ تمام مجالس ابھی سے اس روحانی و علمی اجتماع میں شرکت کے لئے پوری تیاری کریں۔ اور کوشش کریں کہ ہر مجلس سے کم از کم دو نمائندگان ضرور شامل ہوں۔

۲۔ اجتماع کا چندہ بھی ابھی سے تمام انصار بھائیوں سے وصول کر کے جملہ زعماء کرام ارسال فرما دیں۔

دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر جہت سے کامیاب فرمائے۔ آمین۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

تیسری آل مہاراشٹر احمدیہ مسلم کانفرنس

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی منظوری سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ "تیسری آل مہاراشٹر احمدیہ مسلم کانفرنس" مورخہ ۸ و ۹ر اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۲ہش ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ، اتوار بمبئی میں منعقد ہوگی۔ اس کانفرنس کے انتظامات کے لئے جماعت احمدیہ بمبئی نے مکرم سید شہاب احمد صاحب کو صدر مجلس استقبالیہ مقرر کیا ہے۔ جماعت احمدیہ بمبئی احباب کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتی ہے نیز دعا کی درخواست کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو ہر لحاظ سے کامیاب و نتیجہ خیز بنائے۔ آمین۔

المعلن: محمد حمید کوثر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی مہاراشٹر

AHMADIYYA MUSLIM MISSION

17. Y.M.C.A. ROAD BOMBAY 400008

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ گلبرگہ کو مورخہ ۲۲/۴/۸۳ کو نواسی عطا کی ہے۔ بچی کا نام صبیحہ بیگم تجویز کیا گیا ہے۔ جس دن بچی کا نام رکھا گیا احمدی احباب کے علاوہ وہاں غیر احمدی احباب بھی موجود تھے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکرم مولوی محمد یوسف صاحب زیروی نے "انسانی پیدائش کا مقصد" کے زیر عنوان تقریر کی۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار قریشی عبد الحکیم قائد مجلس گلبرگہ

مدرسہ احمدیہ میں داخلہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تبلیغی، تعلیمی و تربیتی ضروریات کے لئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا۔ یہ بابرکت درسگاہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جو قابل قدر اور عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے جسے پورا کرنے کے لئے جملہ احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمت دین کی غرض سے مدرسہ احمدیہ قادیان میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے داخل کروائیں۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ کے ضمن میں مندرجہ ذیل امور خاص طور پر قابل توجہ ہیں:-

۱۔ امیدوار میٹرک یا کم از کم مڈل پاس ہو۔

۲۔ امیدوار اردو بخوبی پڑھ لکھ سکتا ہو۔

۳۔ امیدوار قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

صدر انجمن احمدیہ نے مدرسہ احمدیہ میں پڑھنے والے طلباء کے لئے کچھ وظائف بجٹ میں رکھے ہیں۔ جو امیدوار کی تعلیمی، دینی، اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔ مدرسہ احمدیہ میں پڑھائی انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۴ر تبوک ۱۳۶۲ہش (۲۴ر ستمبر ۱۹۸۳ء) سے شروع ہو جائے گی۔

خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے امیدوار نظارت ہذا سے داخلہ فارم جلد از جلد حاصل کر کے اور یہ فارم پر کر کے ماہ ظہور ۱۳۶۲ہش (اگست ۱۹۸۳ء) کے آخری ہفتہ تک نظارت ہذا میں بھجوا دیں تاکہ داخلہ کی منظوری سے متعلقہ امیدوار کو بروقت اطلاع بھجوائی جا سکے اور پھر امیدوار مدرسہ احمدیہ قادیان میں بروقت حاضر ہو کر پڑھائی شروع کر سکے۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

نیا مالی سال اور بقایا داران افراد کا فرض

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال یکم مئی ۱۹۸۳ء سے شروع ہو چکا ہے اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے گزشتہ مالی سال میں وصولی متوقع بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی۔ ان کی خدمت میں وصولی بقایا چندہ جات کے لئے لکھا جا رہا ہے۔ نیز بقایا رقوم کو جماعتوں کے موجودہ مالی سال میں شامل کر کے اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے احباب اور جماعتیں جن کے ذمہ سال گذشتہ کے چندہ جات کی رقوم بقایا ہیں اپنے مالی فرائض کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ فرما دیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

"میں اُن دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے"۔

نیز حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندہ میں حصہ نہیں لو گے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کے سامان کر دے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ"۔

اُمید ہے کہ جملہ ایسے احباب اور عہدے داران جماعت ان ارشادات کی روشنی میں اپنے ذمہ بقایا چندہ جات کی ادائیگی کا انتظام کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ تا ہم سب اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

تصحیح: بدر پرچہ ۲ر جون ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۲ کالم نمبر ۱ و ۲ پر درخواستہائے دعا کے تحت محترم حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل کا نام سہو کتابت سے محترم حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب فاضل لکھا گیا ہے ادارہ اس فروگذاشت کے لئے معذرت خواہ ہے احباب اس کی تصحیح فرما لیں۔ (ادارہ)

"اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"
(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA – 700073.

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ"
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA
PHONE 23-9302
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA – 700072.

"چاہیئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔"
(ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

منجانب :- تپسیا ربر ورکس
۸۴ تپسیا روڈ کلکتہ ۳۹

"میں وہی ہوں
جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا"
(فتح اسلام صفحہ تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)
(پیشکش)

لبرٹی پوان مل
نمبر ۵-۲-۱۸
فلک نما
حیدر آباد ۵۰۰۲۵۳

"محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش :- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ کلکتہ ۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS.
2-TOPSIA ROAD, CALCUTTA-39.

تار کا پتہ :- "AUTOCENTRE"
ٹیلیفون نمبرز 23-5222
23-1652

آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین۔ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار!!
HM
برائے :- ایمبسڈر • بیڈفورڈ • ٹریکر
SKF بال اور رولر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر!!
ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں

AUTO TRADERS,
16-MANGOE LANE CALCUTTA-700001.

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ
کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD.
C.I.T. COLONY,
MADRAS-600004.
PHONE NO. 76360.

رحیم کاٹیج انڈسٹری

ریگزین۔ فوم۔ چمڑے۔ جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ
بہترین معیاری اور پائیدار
سوٹ کیس۔ بریف کیس۔ سکول بیگ۔
ایئر بیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)
ہینڈ پرس۔ منی پرس۔ پاسپورٹ کور
اور بیلٹ کے
مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز:-

RAHIM
COTTAGE INDUSTRIES,
17-A, RASOOL BUILDING,
MOHAMEDAN CROSS LANE,
MADANPURA
BOMBAY-400008.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

منجانب:- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر ۴۴۳۴۱۷

اِفْشَاد تحفہ

اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (ابوداؤد)

ترجمہ:- تم آپس میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی بکثرت اشاعت کرو۔

محتاج دعا:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

"عمر میں کوئی چیز زیادتی نہیں کر سکتی، مگر نیکی" (بخاری)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام:-

"گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔" (کشتی نوح)

پیشکش:-

محمد ایان اختر - نیاز سلطانہ پارٹنرز

۳۳ - سیکنڈ لین روڈ

سی آئی ٹی کالونی

مدراس - ۶۰۰۰۰۴

…مونٹرسوز

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
باری پورہ کشمیر

گُڈ لک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد کشمیر

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی - اُوشا کے پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس۔

ABCOY LEATHER ARTS

34/3 THIRD MAIN ROAD

KASTURBANAGAR, BANGALORE - 560026.

MANUFACTURERS OF :-

AMMUNITION BOOTS,

&

INDUSTRIAL SAFETY BOOTS,

حیدرآباد میں

فون نمبر ۴۲۲۰۱

لیمبرڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آتاپورہ)

۲۸۷ - ۱ - ۱۶ سعید آباد - حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۱)

فون نمبر ۴۲۹۱۶ — ٹیلیگرام: ستار بون

ستار بون مل اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

سپلائرز:- کرشڈ بون - بون میل - بون سینیوس - ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲۴/۲/۲۴۰ عقب کاچیگوڑہ ریلوے سٹیشن - حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NIR®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ریگزین ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!